

میری سرپھری
از قلم عابدہ شیریں
مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

ہمیشہ اکیلی مارکیٹ آئی ہوئی تھی۔ اس نے ایک پرفیوم خریدنا تھا
جب وہ مارکیٹ سے باہر آئی تو اسے سمجھ ہی نہیں آئی، کب کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھا
اور وہ بے ہوش ہو گئی

جب ہوش آیا تو چند لوگ اسے ایک پرانے سے گودام نما کمرے میں بند کر کے لکڑی کے
دروازے کو باہر سے بند کر کے اسے دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے

اس سے انہوں نے پرس بھی چھین لیا تھا جس میں اس کا موبائل اور پیسے موجود تھے
وہ حیرت سے ادھر ادھر کمرے کا جائزہ لینے لگی

وہ کون لوگ تھے اور اسے یہاں کیوں لائے تھے
وہ فرار کا راستہ تلاش کرنے لگی

آخر اسے ایک روشن دان نظر آگیا

وہ ابھی فرار کا سوچ ہی رہی تھی کہ دو آدمی اندر آئے اور اسے روٹی اور دال دے کر بولے
یہ لے کھا اسے

دوسرے نے دھمکی دی، شور مت مچانا

پہلے آدمی نے لاپرواہی والے انداز میں اسکا مزاق اڑاتے ہوئے کہا کہ وہ شور کیا مچائے گی ادھر
۔ جتنا مرضی شور کر لے، اس کی آواز دور دور تک سننے والا کوئی نہیں ہے

ہاں کوئی جنگلی جانور آ سکتا ہے

پہلے آدمی نے روشن دان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ یہاں سے بھاگ سکتی ہے
 دوسرے نے مزاق اڑاتے ہوئے کہا، یہ نازک سی لڑکی بھلا کیسے وہاں سے جا سکتی ہے

اس کمرے میں تو پھر بھی بلب ہے مگر باہر گھپ اندھیرا ہے

فرار ہوگی تو خوف سے مر جائے گی۔ یا کوئی جنگلی جانور کھا جائے گا۔

وہ اندر سے ڈرے مگر بظاہر رعب والے انداز میں بولی، تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو

تم جانتے نہیں کہ میں کون ہوں

۱۰. بولے، ہمیں نہیں پتا

ہمیں چھوٹے سائیں نے حکم دیا تھا کہ فلاں رنگ کی چادر والی لڑکی کو اٹھا کر لانا ہے

وہ نشانی بتا کر چلے گئے تھے

جب ہم نے آپ کو دیکھا تو بس انکا حکم پورا کیا

وہ حیرت سے بولی، یہ چھوٹے سائیں کون ہیں

ہمارے بڑے سائیں کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں

بازل سائیں

سنو کھانا کھا لینا اور یہ پانی کی بوتل پڑی ہے۔ صبح تک تم ادھر ہی ہو

اور اس چٹائی پر سو جانا

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ شاپنگ مال میں شاپنگ کر رہی تھی کہ ایک لڑکی اس کے پاس کی اور مسکرا کر بولی

آپ کا دوپٹہ مجھے بہت پسند آیا ہے کیا آپ میری چادر سے اسے چیلنج کر سکتی ہیں

ہمشانے مسکرا کر خوش دلی سے کہا، جی ضرور

وہ اسے دوپٹہ لے کر تھینکس کہہ کر تیزی سے نکل گئی

ہمشا اسے حیرت سے تیزی سے جاتا دیکھتی رہ گئی

اسی وقت وہ باہر آئی تو وہ لڑکی دوپٹے سے منہ لپیٹے جلدی سے رکشے میں سوار ہو گئی۔ اور رکشہ چلا گیا۔

ہمیشا بھی باہر آکر آٹو تلاش کر رہی تھی کہ تین آدمی گاڑی روک کر اس کی چادر کی طرف اشارہ کر

رہے تھے اور دوسرے کو اشارے کرتے تیزی سے اس کی طرف آئے

وہ ابھی حیرت سے انہیں اپنی جانب آتا دیکھ رہی تھی۔ سنبھل بھی نہ پائی اور ان کے رومال منہ

پر رکھتے ہی بے ہوش ہوگی

ہمشاکو اس لڑکی کا دوپٹہ بدلنا سمجھ آگیا کہ وہ اسے اغوا کرنا چاہتے تھے وہ چالاک سے بچ کر نکل

گئی اور وہ پھنس گئی

ہمیشہ نے احتیاطی طور پر انہیں سچ نہ بتایا کہ جسے وہ اغواء کرنا چاہتے تھے وہ نہیں ہے مگر پردہ ڈال گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے مار ہی دیں کہ اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب وہ ان کے سائیں بازل سے ڈرنے لگی کہ نہ جانے اس کے پاس جا کر اس کی عزت محفوظ بھی رہے گی یا نہیں۔

اس نے رعب سے کہا، میرا پرس اور موبائل واپس کرو۔ تم لوگ میرے ساتھ اچھا نہیں کر رہے۔ تم لوگ جانتے نہیں کہ میں کون ہوں۔ وہ ڈھٹائی سے بولے، او بیبی، سن لے، تمہارا سامان ہم سائیں بازل کو دیں گے۔ ان کا سختی سے حکم تھا کہ تمہارے پاس کوئی چیز رہنے نہ دی جائے۔ چلو ایک نے دوسرے آدمی سے کہا۔

سن وہ کونے میں واش روم ہے۔ یہ کہہ کر وہ باہر نکلے اور باہر سے کنڈی لگا دی۔ رات گزرنے لگی۔

اس کی آنکھیں چھلکنے لگیں۔ وہ اداسی سے چٹائی پر بیٹھ گئی۔ سامنے دیوار پر اسے ایک چھپکلی نظر آئی۔

وہ ڈر سی گئی

چھپکلی فوراً غائب ہو گئی

اسے گھر والوں کی فکر لگی کہ وہ پریشان ہو رہے ہوں گے

وہ خاموشی سے آنسو بہاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنی عزت کی حفاظت کی دعائیں کرنے لگی

اس نے سوچا اس روشن دان سے باہر فرار ہونے کی کوشش کرتی ہوں

لگتا تھا باہر سے وہ لوگ جا چکے ہیں

اس نے ادھر ادھر سے ٹوٹا پھوٹا سامان جمع کیا اور روشن دان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی

مگر جب روشن دان سے باہر جھانکا تو وہاں گھپ اندھیرا تھا

ساتھ ہی کسی جانور کے بولنے کی آوازیں سنائی دی

بہمشا بہت ڈر گئی، اس نے سوچا کہ باہر وہ کہاں جائے گی کس سے مدد مانگے گی

باہر گھپ اندھیرا ہے۔ اندر کم سے کم ایک پیلا سا کم روشنی والا بلب تو جل رہا ہے

اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ باہر کوئی ہے بھی یا اسے چھوڑ کر جا چکے ہیں

اس نے آہستہ آہستہ بغیر آواز کے روشن دان کے لیے چڑھنے والا سارا سامان واپس اپنی اپنی جگہ

پر رکھ دیا کہ انہیں شک نہ گزرے

اس نے سوچا، اس مشکل وقت میں اپنے اوپر والے سے ہی مدد مانگ کر اس پر بھروسہ رکھ کر کہ وہی اسے اس مشکل سے نکالنے میں مدد کرے گا اسے ہمت سے کام لینا ہوگا۔ بجائے رونے دھونے سے اپنی انرجی ضائع کرنے کے

نہ جانے اس بازل سائیں سے وہ نمٹے گی

گھر والوں کی یاد بھی ستا رہی تھی۔ نہ جانے ان لوگوں کا کیا حال ہو رہا ہو گا۔

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

وہ بہت پریشان ہوئی

واش روم اتنا گندہ نہ تھا بس میٹا گرد تھی۔ ایک لوٹا، ایک بالی جو پینٹ کی خالی بالی سے بنائی گئی تھی اور ایک خستہ حال پلاسٹک کا گتہ تھا اس کے اندر

ہمشاکو لگا وہ ابھی الٹی کر دے گی مگر ہمت کر کے اس نے مینڈکوں سے بچتے بچاتے واش روم
اٹینڈ کیا تو اسے ایک چھوٹا سا سرف کا پیکٹ نظر آیا

اس نے اسے ہی غنیمت جان کر اسے استعمال کر لیا

ہاتھ تیزی سے باہر آئی

بھوک بھی زوروں سے لگی ہوئی تھی

وقت کا کوئی اندازہ نہ تھا

اسے بہت ڈر بھی لگ رہا تھا

• باہر سے کسی جانور کی خوفناک آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں

کھانا ادھر ہی پڑا ٹھنڈا ہو رہا تھا

اس نے سوچا جیسا بھی ہے یہی کھانا کھا لیتی ہوں تاکہ ہمت اور طاقت رہے اور وہ وقت کا مقابلہ کر سکے

تنور کی روٹی تھی جو کافی اکڑ چکی تھی اور چنے کی دال تھی

اس نے آنسوؤں کی جھری کے ساتھ غمزدہ دل کے ساتھ تھوڑے بہت چند نوالے روتے ہوئے کھائے

پھر پانی پیا، وہ بھی آدھاتا کہ رات بھر چل سکے۔ کیونکہ ایک چھوٹی بوتل تھی

اس نے آنسو صاف کیے کہ رو رو کر اپنی طبیعت خراب نہیں کرنی نہ ہی اپنے آپ کو نڈھال کرنا ہے۔

اس نے خود اپنے آپ کو حوصلہ دیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا ابھی مشکل مرحلہ آگے ہے اس سے کیسے بچ کر نکلنا ہے۔

یہ سوچ کر ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے کہ وہ بازل سائیں کا مقابلہ کیسے کرے گی

پھر دل کو تسلی دے کر سوچا، جو ہو گا دیکھا جائے گا

وہ نیند سے بھری آنکھوں کے باوجود سو نہ سکی

روشن دان سے روشنی اندر آنا شروع ہوئی تو ساتھ ہی زور سے دروازہ کھلا۔ چند آدمی اندر آئے۔

اس نے چادر کا گھونگٹ نکال لیا

ایک آدمی کی آواز سنائی دی

، سائیں مولوی صاحب کہہ رہے ہیں نکاح شروع کریں کیا

سائیں کی گرجدار آواز سنائی دی، جلدی کرو وقت نہیں ہے

مولوی صاحب نے پوچھا، اے لڑکی کیا تمہیں بازل سائیں والد شجاعت علی سے رشتہ ازواج قبول ہے۔

وہ خاموش رہی

۱۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے

تین بار مولوی نے دھرایا

آخر سائیں نے گرج کر کہا، ہاں بول لڑکی

ہمشانے سوچا، اب ہاں کیے بغیر چارہ بھی تو نہیں ہے

اس نے مری ہوئی آواز میں ہاں کہہ دی

سائیں نے کہا اٹھو میرے ساتھ چلو

وہ چادر کا گھونگھٹ نکالے ان کے ساتھ مرے مرے قدموں سے چل پڑی

بہر جیپ کھڑی تھی۔ بازل سائیں خود جیپ چلا رہا تھا وہ آگے بیٹھی ہوئی تھی

اس کے دل کو یہ تسلی سی ہو گئی تھی کہ اس کی عزت تو بچ گئی

نکاح کرنے کی بات اسے سمجھ نہیں آئی

، بازل نے اسے کہا، سنو لڑکی

میں تمہیں چھپا کر حویلی لے کر جاؤں گا۔ اس وقت سب سو رہے ہیں

میرے بیڈ روم کے ساتھ ایک سنٹور روم ہے۔ تم وہاں چھپ کر رہو گی سنا تم نے

، اس نے گرج کمر کہا

ہمشانے بھی اسی گرج دار آواز میں جواب دیا

اچھا سن لیا ہے

بازل اس کے انداز سے حیران ہوا

اس نے بازل سے رعب سے کہا، مجھے پیاس لگی ہے پانی دو

بازل نے جھٹکے سے پیچھے پڑی بوتل اسے پکڑا دی

ہمیشا کے دل سے قدرے خوف کم ہو چکا تھا

ہمیشا نے چادر ہٹا کر پانی پیا تو بازل اس کا معصوم سا چہرہ دیکھ کر قدرے حیران ہوا۔ پھر اس پر طنز کرتے ہوئے بولا، ویسے شکل سے تو تم بہت معصوم لگتی ہو۔ وہ جمائی لیتے ہوئے بولی، مجھے سخت نیند آرہی ہے اور بھوک بھی سخت لگی ہے۔ بازل نے پیچھے سے ایک شاپر اسے پکڑایا جس میں چپس بسکٹ وغیرہ موجود تھے۔ وہ تیزی سے کھانے لگی۔

بازل کن انکھیوں سے اسے دیکھتا رہا

وہ کھاتے کھاتے بولی، دو دن سے اپنی پسندیدہ سیریز دیکھ رہی تھی ساری رات جاگ کر، اب نیند سخت آ رہی ہے۔

پلیز مجھے گھر جانے دو

میرے گھر والے بہت پریشان ہو رہے ہوں گے

تم فکر نہ کرو میں ان سے تمہیں معافی دلوا دوں گی

بس تم مجھے جلدی سے گھر چھوڑ دو تاکہ میں اپنے بیڈ پر سکون سے سو سکوں

ہمشاکو اس نے کہا، خاموشی سے بیٹھی رہو۔ حویلی جا کر آواز نہ نکالنا

وہ دل میں ڈر گئی مگر اوپر سے بہادر بن کر بولی، مجھے اکیلی کو کیوں، تمہیں بھی ماریں گے۔
وہ طنزیہ مسکرا کر بولا، اپنے بیٹے کو کوئی نہیں مارتا
اتنے میں حویلی آ گئی

سرخ رنگ کی پرانے طرز کی بنی ہوئی بڑی سی حویلی کو دیکھ کر ہمشا متاثر ہو گئی۔
بازل سائیں نے اسے خاموشی سے اترنے کو کہا

، ملازم بھاگتا آیا، اس نے اسے جیپ کی چابی پکڑا کر اسے ساتھ چلنے کا کہا
ہمشا نے اس کے ساتھ چلنا شروع کیا

• ملازم نے نکاح نامہ ہمیشا کو پکڑا دیا
• بازل کا منہ آگے تھا

ہمشانے اسے جلدی سے چادر کے نیچے چھپا لیا۔
جب وہ چھپتے چھپاتے بازل سائیں کے کمرے میں پہنچے تو وہاں فرنیچر پرانے زمانے کا پڑا ہوا تھا۔
قالین بھی پرانا تھا۔

اس کمرے سے آگے ایک سٹور نماکمرہ تھا۔ جہاں ٹرنک اور ایک سنگل لوہے کی چارپائی اور کچھ پرانا سامان پڑا ہوا تھا۔

بازل نے اسے کہا، چلو اس چارپائی پر سو جاؤ

اس پر میں نے گدا وغیرہ بچھوا دیا ہے

ہمیشا نے نظر بچا کر نکاح نامہ گدے کے نیچے چھپا دیا

نہیں۔

تھوڑی دیر کے لیے بازل اس کی مخمور آنکھیں اور معصوم چہرے پر کچھ دیر کے لیے حیران ہوا۔ مگر جلد ہی اس نے سر جھٹک دیا۔

ہمیشا نے کہا، میرا فون دو میں گھر والوں کو فون کروں

اس نے غصے سے کہا، ٹھہرو لاتا ہوں اور اس کا پرس اس کی پھینکتے ہوئے کہا لو اور اب بے شک گھر والوں کو فون کرو

چلو ملاو گھر والوں کو فون

ہمیشا نے سوچا تایا جان دنیا میں اسے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں وہ تو فکر سے نڈھال ہو رہے ہوں گے انہیں سچ بتا کر ساری غلط فہمی دور کر دے گی پھر بازل کو بھی سچائی بتا دے گی اور اس طرح سب کلیئر ہو جائے گا

جورات اس نے ادھر خوف اور ازیت میں گزاری تھی بے قصور وہ بھی سب کو اور اس بازل سائیں کو بھی بتائے گی تو اسے احساس ہو گا اور سب سے معافی مانگے گا پھر تایا مجھے خود خلع دلوا دیں گے۔

اس نے فون ملایا تو تائی اماں نے اٹھایا اور گرج کر بولیں، کدھر ہو

اس نے تایا کا پوچھا تو اس نے غصے سے جواب دیا کہ سپیکر آن ہے سب سن رہے ہیں

سپیکر کے نام سے ہمیشا نے بھی سپیکر آن کر دیا تاکہ بازل بھی سن لے

ہمیشا نے گھبرائی ہوئی آواز میں بتایا، میرا نکاح ہو چکا ہے

تائی نان سٹاپ شروع ہو گئی چڑھا دیا نا چاند، بھاگ گئی نایار کے ساتھ مجھے پہلے ہی شبہ تھا پر میری ماننی کس نے تھی

اتنے میں بازل نے جھٹ اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا اور غصے سے گرج کر بولا، لالچی لوگوں تمہاری بیٹی مجھے لوٹی رہی ہے۔ فیس بک پر مجھ سے دوستی کی

شکر کرو میں نکاح کر کے اسے لایا ہوں ورنہ اس جیسی بدکردار لڑکی کا برا حشر ہونا چاہیے۔ اب یہ ساری زندگی میری غلامی میں رہے گی

اس گند سے ملنا ہو تو مجھ سے اجازت لینی پڑے گی

ادھر آنے کی جرات نہ کرنا

ہتایا نے روندھی ہوئی آواز میں غمزدہ لہجے میں کہا

ہم اس گند کو گھر لا کر گھر گندہ نہیں کرنا چاہتے۔ یہ گند تم ہی رکھو۔ آج سے ہمارے لیے یہ مر گئی ہے۔

اور فون بند کر دیا

ہم شابت بنی بیٹھی رہ گئی

بازل تیزی سے باہر نکل گیا

ہمشاکی نیند اڑ چکی تھی

اس نے گھر میں سب کا فون ٹرائی کیا مگر سب نے اسے بلاک کر دیا تھا سوائے اس ان کی
پیرانی ملازمہ یا سمن کے سوا

اس نے دُرتے دُرتے فون اٹھا کر منت کرنے لگی کہ پلیز آپ ادھر فون نہ کرنا، گھر میں سے کسی کو علم ہو گیا تو میں بے سہارا عورت ایک معصوم بچے کے ساتھ کہاں جاؤں گی

ہمیشا نے چلا کر اسے ڈانٹ کر کہا، بے فیض عورت میں تمہارا اور تمہارے بچے کا کتنا بھلا سوچتی ہو۔ اور ایک تم ہو اس مشکل وقت میں میرا ساتھ دینے سے بھی انکاری ہو۔

وہ عاجزی سے بولی، ہمیشہ جی صرف آپ کا ہی ادھر دم تھا آسرا تھا میں بھلا کیسے بھول سکتی ہوں۔

ایسا ہے کہ میں سب سے چھپ کر جب سب سو جائیں یا میں بچے کو سکول لینے جاؤں تو اس وقت کیا کروں گی۔

آپ خود مجھے فون نہ کرنا

وہ بولی ٹھیک ہے۔ میں انتظار کروں گی

اس نے فون بند کر دیا

تھوڑی دیر بعد ملازمہ کھانے کی ٹرے لیکر آئی

ہمیشا کی بھوک اڑ چکی تھی

بازل سائیں کمرے میں داخل ہوا اور اسے بولا، سنو بس آج کی رات تم ادھر ہو

میں گھر والوں سے بات کر آیا ہوں اور تم بھی اب وہی کہنا

میں نے اپنے پرانے ملازم کی بھتیجی تمہیں بتایا ہے کہ وہ ادھر بچوں کو ٹیوشن پڑھایا کرے گی

اس کا شوہر اسے چھوڑ گیا ہے اور دوسری شادی کر لی ہے

اب وہ بے آسرا ہے اس لیے وہ ادھر ہی رہے گی

اور میری دواہن کو بھی تیار کر دے گی۔ کیونکہ وہ پارلر کا کام بھی جانتی ہے

اب کچھ نیٹ وغیرہ سے دیکھ کر میک اپ کا گزرا چلا لینا

گاہوں میں کونسا کسی کو میک اپ کی اتنی سمجھ ہے۔ شہری لڑکی ہو اتنا تو جانتی ہوگی

چلو اب آؤ کھانا کھا لو ٹھنڈا ہو رہا ہے
سوائے چند خاص ملازموں کے، کسی کو علم نہیں ہے کہ تم ادھر ہو
وہ تالی بجا کر شاباش دیتے ہوئے بولی، کیا خوب کہانی بنائی ہے بازل سائیں تم نے
واہ واہ داد دیتی ہوں تمہیں

وہ بولا، پہلے کھانا کھا لو پھر ساری رات پڑی ہے باتیں کر لینا
اس کی بھی زبردست دیسی گرم گرم کھانا دیکھ کر بھوک چمک اٹھی
وہ جلدی جلدی کھانے لگی

بازل اسے کھاتے ہوئے غور سے دیکھنے لگا
وہ سوچنے لگا کہ یہ شکل سے کتنی معصوم لگتی ہے مگر اندر سے اتنی ہی چالاک لڑکی ہے۔ کیسے
اسے بے وقوف بنا بنا کر لوٹتی رہی

جب شادی کا پوچھا تو مکر گئی اور بہانے بنانے لگی
وہ وڈیو کال پر آتی تو چہرہ ہمیشہ ڈھانپ کر رکھتی۔ بہانہ کرتی کہ میں تم سے سچی محبت کرتی ہوں
اور چہرہ شادی کے بعد دیکھاؤں گی
اتنی آہستہ آواز میں بولتی تھی اب کیسے پٹر پٹر بول رہی ہے

مگر وہ ٹال مٹول کرنے لگی

آج بازل کو اسے پکڑنے کا سنہری موقع ہاتھ لگا تھا

بازل نے اپنے وفادار ملازموں کو رازداں بنا دیا

ایک دوست کی مدد سے جس کے پاس ایسے ذریعے تھے کہ وہ لڑکی کو اغواء کر سکیں

بازل نے ہمشاکو چادر اوڑھے دیکھا تو تھوڑی دیر کے لیے اسے ہمشاکو جھانپ جیسے دل کو چھو گئی

اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، وہ جو لڑکی ہے اسے اغوا کرنا ہے

خود دور گاڑی کھڑی کر کے دیکھنے لگا

اتفاق سے پارکنگ میں کوئی نہیں تھا۔ جب وہ اسے بے ہوش کر کے جلدی سے گاڑی میں لے

گئے تو دوست نے فون کر کے کہا، یار تمہارا کام ہو گیا ہے

بازل نے کہا یار اس کی بہت حفاظت کرنا، میری امانت ہے وہ

وہ دوست تسلی دیتے ہوئے بولا، یار تو فکر نہ کر، کمرے سے باہر دو پہرے دار پہرہ دیں گے

بازل نے کھانے کا بولا، تو وہ جلدی سے بولا، ہاں ہاں کھانا بھی دے دیں گے

بازل نے کہا، صبح سورج نکلنے سے پہلے میں وہاں پہنچ جاؤں گا

دوست نے یاد دہانی کرائی یار وہ رقم تو دے اغوا کاروں کو دینی ہے

بازل نے کہا، یار وہ تسلی والے تو ہیں ناں

وہ گلے والے انداز میں بولا، یار کیسی باتیں کرتے ہو

میں ان کے ساتھ ہی رہوں گا

بازل اس کو اغوا کا زمہ دے کر سوچنے لگا کہ وہ کپڑے کیا پہنے گی اتنے دن اور واش روم کی چیزیں، ٹوتھ پیسٹ برش، جوتے، میک اپ اور ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں اسے چاہیے ہوں گی۔

وہ ایک شلپنگ پلازہ سے چند سادے جوڑے، لے کر چلا کہ چلو باقی سامان وہ بعد میں لے لے گا

گزرتے ہوئے میک اپ شاپ پر لڑکیاں سیل کرتی کھڑی نظر آئیں اس نے سوچا لیڈیز چیزوں کے لیے ان سے مدد لے لیتا ہوں

اس نے کہا، مجھے اپنی واہف کے لیے کچھ ڈیلی ضرورت کی چیزوں کے علاوہ کچھ پارٹی میک اپ وغیرہ چاہیے تو پلیز آپ لوگ مجھے گاہیڈ کر سکتی ہیں۔ میری ہیلپ کر دیں

ایک سیل گرل مسکراتی ہوئی آئی اور پوچھنے لگی سر، آپ اپنا بجٹ بتائیں، ہر کوالٹی ہمارے پاس موجود ہے

بازل نے جھٹ کہا، بجٹ کی فکر نہ کریں، چیز بیسٹ ہونی چاہیے تاکہ گلہ نہ ملے۔
وہ بولی، ٹھیک ہے سر آپ تسلی رکھیں میں ضرورت کی ہر چیز ڈال دوں گی۔
وہ بولا، شیمپو وغیرہ واش روم کا سامان بھی
وہ بولی، اوکے سر

اس نے دوسری لڑکیوں کی مدد سے جلدی جلدی سامان ڈالا اور آخر میں بولی، سر واپس نہیں ہو گا چلنج ہو جائے گا۔

آپ دیکھیے گا انشاء اللہ میم کو بہت پسند آئے گا۔

انہوں نے کافی بل بنا دیا۔ تب بازل نے سوچا، اف میک اپ پر اتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے اس نے بل ادا کیا۔

ملازم کو سامان گاڑی میں رکھنے کا کہا۔

پھر اسے اچانک یاد آیا کہ جوتے بھی لینے ہیں پھر وہ ملازم کو گاڑی میں سامان رکھنے کا کہہ کر جوتوں کی شاپ پر گیا اور چند جوڑے جن میں سمپل اور دوسرے لیکر بل ادا کر کے تیزی سے آیا۔

گھر آکر ملازم کو چھپا کر کمرے میں لے جانے کا کہہ کر روم میں آگیا۔

دو تین بار دوست کو فون کر کے اس کی خیریت پوچھی تو وہ ہر وہ غصے سے بولا، اگر اب تم نے مجھے فون کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گا اور سمجھوں گا کہ تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں۔

بازل نے دو اپنے آدمی بھی چھوڑے ہوئے تھے وہ بھی یہی بتا رہے تھے کہ سب ٹھیک ہے۔ لڑکی کو آپ کا بتا دیا ہے کہ آپ صبح آئیں گے۔ وہ کوئی شور شرابہ نہیں کر رہی۔

بازل کا دوست ادھر چارپائی ڈال کر ساتھ والے کمرے میں سو رہا تھا۔

بعد میں انہوں نے بازل کو سب کچھ بتا دیا تھا

صبح میں خود تمہیں بلوا لوں گا

وہ رعونت سے بولی، مسٹر بازل تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے گاؤں کی ایک لڑکی یا شہر کی غریب لڑکی، جو تمہاری اس پرانی خستہ حال حویلی اور تمہاری دولت سے امپریس ہو جائے گی تو یہ تمہاری بھول ہے۔

میں اسی کمرے میں رہوں گی

تم ویسے بھی اپنی اس گنوار بیوی کے ساتھ حویلی کے کسی کمرے میں رہ لینا

وہیے بھی نئی شادی نیا کمرہ نیا فرنیچر

وہ خفگی سے بولا، مجھے اسی کمرے کی عادت ہے

وہ بولی، مجھے بھی اپنے روم کی عادت تھی مگر قسمت نے تمہارے پلے باندھ دیا۔ کوئی بات نہیں

جلد ہی میں اس رشتے سے خلاصی پا لوں گی

ابھی میرے تایا بہت غصے میں ہیں۔ بتائی نے انہیں خوب بھر دیا ہو گا۔ زرا تھوڑا وقت گزرے تو

تایا کا غصہ کم ہو جائے گا پھر میں تم سے طلاق لے کر جب جاؤ گی تو وہ لوگ مجھے قبول کر

لیں گے کہ اب اسکا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے

۱. ابھی اگر میں گئی تو وہ کہیں گے کہ شوہر کے گھر میں رہو

اگر تم نارمل حالات میں میرا رشتہ لینے آتے تو تم جیسے انپڑھ گنوار دیہاتی شخص کو کبھی رشتہ نہ

دیتے۔ بلکہ صاف انکار کر دیتے

تم اس گنوار دولہن کے ہی قابل ہو

ساری رات میں نے مجھروں، مینڈک، چوہوں اور چھپکلیوں میں گزاری

ادھر کا واش روم توبہ توبہ

میں کس بیڈ روم کی عادی تھی۔ میں اپنے واش روم میں کسی کو بھی جانے نہیں دیتی تھی۔ چودہ سال کی عمر میں والدین کی روڈ حادثے میں، میں سب کی لاڈلی بن گئی۔ دادا ابو، دادو اور تایا کی اپنی دونوں بیٹیوں سے زیادہ لاڈلی تھی۔

بازل نے دل میں بدگمان ہو کر سوچا، کتنی مکار اور جھوٹی ہے

جب ماں کے علاج کے لیے رقم بھرتی تھی تب

یہ سمجھتی ہے جیسے میں اس کی باتوں کا یقین کر لوں گا

وہ پھر بولی، جب میرا قصور کوئی نہیں۔ پھر میں اس گاؤں میں شہر کی ایم بی اے پڑھی لکھی لڑکی
ادھر کیوں اپنی زندگی برباد کروں۔

تم دیہاتی لوگوں کی سوچ کبھی نہیں بدل سکتی جو عورت کو چوردیواری میں قید کر کے رکھنا چاہتے ہیں۔

بازل نے سوچا، جھوٹی، کہتی تھی میں بارہ کلاسیں پڑھی ہوں۔ باپ کی وفات کے بعد حالات کی وجہ سے پڑھ نہ سکی

میں نیچے ایک دری پر سوتی ہوں

بازل نے اکتاتے ہوئے بیزاری سے کہا، بس کرو اپنی رام کہانی
چیزیں دیکھو ٹھیک ہیں

وہ خوشی سے بولی، زبردست ہیں اور کپڑوں جوتوں کی چوائس بھی اچھی ہے تمہاری

وہیے میں اسی برینڈ کا شمیو وغیرہ استعمال کرتی ہوں

وہ دل میں طنزیہ مسکرایا

وہ حیران ہو کر بولی، ویسے تمہیں لیڈیز چیزوں کا کافی تجربہ لگتا ہے

لگتا ہے کافی گرل فرینڈز تھیں

وہ جواب میں خاموش رہا

وہ اس کے بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولی، تم سٹور میں سوو گے

وہ حیران ہوا مگر وہ اسے سٹور میں دھکے دے کر اس کے بیڈ پر سو گئی

بازل نے حیرت سے سوچا، یہ کیسی سرپھری لڑکی ہے

اس کو مجھ سے کوئی ڈر خوف نہیں ہے

یہ تو اس کمرے میں بھی بہت بہادری سے رہی، اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو ساری رات

، روتی چیختی چلاتی

۔ مگر اسکا دوست بتا رہا تھا بڑی بہادر لڑکی ہے ۔ ساری رات خاموشی سے رہی

کوئی منتیں نہیں کہیں

اندر گئے تو اس نے چادر سے منہ ڈھانپی رکھا تھا

اور چادر کے اندر ہی تقریباً جلدی جلدی سائٹن کر دیے تھے

بازل اس کے پردے سے کافی متاثر ہوا تھا

وہ تو اسے غصے میں اغوا کر کے لایا تھا سبق سکھانے کے لیے

۵۰۔ یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی گرل فرینڈ بھی کسی اور کی طرف دیکھے

اس نے اس کے گھر کا پتا لگوا یا تھا وہ ایک محلے میں چھوٹے سے گھر میں غربت سے رہتی تھی

ماں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی تھی

اور یہ بڑی بڑی باتیں کرتی ہے کہ وہ اپنے کمرے میں کسی کو آنے نہیں دیتی تھی

.. بہت جھوٹ بولے تھے اس نے

اب اسی لیے وہ اس کی کسی بات کا یقین نہیں کرتا

اس نے ٹیوشن پڑھانے کا آئیڈیا اس لیے دیا تھا کہ اس کے بہن بھائیوں کے بچوں کو کچھ نہ کچھ

تو پڑھا ہی سکے گی

اس کے علاوہ اسے ادھر گھر والوں کے ساتھ رکھنے کا اسے کوئی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا

وہ دل میں ہنسا، کہتی ہے برینڈڈ شیمپو استعمال کرتی ہے

اسے تو شکر کرنا چاہیے کہ اس ایک کمرے کے خستہ حال گھر سے ادھر کا سرونٹ کوارٹر بھی اچھا ہے۔

باتیں کرتی ہے بڑی بڑی

ان باتوں سے ہی تو میں بھی پھنس گیا تھا
اپنی اوقات نہیں دیکھتی

بھلا مجھے رشتہ نہ دیتے۔ ہوں حد ہے۔ باتیں بنانے کی بھی۔ جیسے اب میں اس کی باتوں پر یقین کر لوں گا۔

وہ غصے سے بھرا سٹور روم میں وہاں بچھی چارپائی جو ہمشا کے لیے بچھائی تھی لیٹ گیا اور تھوڑی دیر بعد نیند کی آغوش میں چلا گیا کیونکہ وہ فکر میں پچھلی ساری رات جاگتا رہا تھا۔ صبح فجر کی نماز کے لیے بابا سائیں اور اسکا بڑا بھائی اٹھ گئے تھے۔

انہوں نے بازل کے روم کا دروازہ بجایا

بازل کی شور سے آنکھ کھلی اور وہ ہڑبڑا کر تیزی سے اُٹھا اور کمرے میں آیا تو دیکھا، ہمشابیڈ پر چادر اور ھے بڑے سلیقے سے سو رہی تھی

اس نے اسے پریشانی میں تیزی سے جگا کر کہا، پلینز سٹور میں چلی جاؤ، بابا سائیں دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔

وہ نیند سے بھری جلدی سے چپل پہن کر سٹور میں چل پڑی

بازل نے سٹور کا دروازہ بند کر دیا

جلدی سے دروازہ کھولا تو بابا سائیں نے سوال کیا، بیٹا اتنی دیر کیوں کی دروازہ کھولنے میں

وہ نظریں چراتے ہوئے بولا، وہ بابا سائیں آنکھ زرا دیر سے کھلی

وہ بولے، جلدی چلو جماعت کھڑی ہو جائے گی نماز کی

وہ گیٹ سے نکلنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے چوکیدار کے پاس رکے، اس نے فوراً اٹھ کر سلام

کیا تو بابا سائیں نے اس سے پوچھا کیوں بائی آج بچوں کی ٹیچر آجائے گی ناں۔ بچوں کے پیپرز

ہونے والے ہیں

وہ بازل سائیں کی طرف کن انکھیوں سے دیکھ کر نظریں جھکا کر بولا، جی سر آج آجائے گی

وہ تینوں باہر نکل کر تیز تیز مسجد کی طرف چلنے لگے

کچھ گاؤں کے جاتے لوگ انہیں سلام کرتے گئے

جب وہ لوگ نماز سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے تو بازل نے ہمت کر کے جھجکتے ہوئے کہا

بابا سائیں، میں سوچ رہا تھا کہ شادی کے لئے اپنے کمرے کے ساتھ والا کمرہ تیار کروا لوں

نیا فرنیچر وغیرہ ہو گا تو ادھر ہی بہتر رہے گا

آج ہی میں اسے ٹھیک ٹھاک کروا لیتا ہوں

وہ بولے، اپنے کمرے کو کروا لو ناں

وہ پھر نظریں چراتے ہوئے بولا، بابا سائیں، وہ ٹیچر ہے ناں۔ میں نے اپنی تسلی کے لیے اس سے ملاقات کی تھی کہ ظاہر ہے وہ ہمارے گھر رہنے آرہی ہے۔ ہمارے گھر کی خواتین کی بہتری کے لیے میں نے سوچا اس کے بارے میں پوری معلومات لے لوں اور تسلی کر لوں پھر اسے گھر کے اندر داخل ہونے دوں۔

اس کا شوہر دوسری شادی کر کے اسے چھوڑ چکا ہے۔ اب وہ بے آسرا ہے۔ محنتی اور غیرت مند ہے۔

اس لیے اسے اپنا روم دے دوں تاکہ ہمیں بھی تسلی رہے کہ وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔
ویسے بھی وہ پڑھی لکھی ہے تو سرونٹ کوارٹر میں دوسرے ملازموں کا بھی آنا جانا لگا رہتا ہے۔
تو....

اتنے میں اس کے دو بڑے بھائی دور سے آتے نظر آئے اور بابا سائیں کو سلام کیا اور دوسروں سے ہاتھ ملایا۔

بڑے بھائی نے پوچھا، کیوں شہزادے شادی کی تیاریاں عروج پر ہیں۔ وہ سر جھکا کر خاموش رہا جواب نہ دیا۔

بابا سائیں نے بازل کی کمر تھپتھپاتے ہوئے مسکرا کر کہا، میرا پتر سیانا ہو گیا ہے۔ بڑی سیانی باتیں کرنے لگا ہے۔

پھر ٹیچر والی تفصیل انہیں بتا کر کہا، میرا خیال ہے اس کی بات مناسب ہے۔
پھر وہ بولے، چلو سامنے ڈیرے پر چل کر شادی کی تیاریوں کی بات کرتے ہیں۔
ملازم سے کہنا، ناشتہ ڈیرے پر ہی کریں گے۔

بازل کے تینوں بڑے بھائی مسکرا کر ادب سے باپ کے پیچھے چلنے لگے۔
سب لوگ ڈیرے پر پہنچے۔

بابا سائیں گول تکیے کے سہارے چارپائی پر آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔
ملازم سب کے لیے لسی لے آیا
سب لسی پینے لگے

بابا سائیں نے بازل سے کہا، دیکھ پتر ہم جانتے ہیں کہ تُو اس شادی سے خوش نہ ہے
بازل نے گہری سانس بھری

وہ پھر صفائی دینے والے انداز میں بولے، پتر ہم بھی مجبور ہیں۔ تیری چھوٹی آپا کی وجہ سے۔ تیری بڑی آپا بھی خوش نہیں ہے مگر تیری چھوٹی آپا کی ضد ہے کہ خاندان میں کسی اور لڑکی سے کرنے کی بجائے میری نند سے رشتہ کرو

ویسے بھی قریبی رشتے داروں میں تیرے جوڑ کی کوئی لڑکی نہیں ہے۔ مطلب سب بہت چھوٹی ہیں یا شادی شدہ ہیں اور تجھے پتا ہے ہم برادری سے باہر رشتہ کر کے اپنے جدی پشتی خالص خاندانی خون میں ملاوٹ نہیں کر سکتے

تیری چھوٹی آپا کتنی سب کی لاڈلی ہے وہ اپنی ضد پر اڑ گئی تھی کہ ورنہ میں نہر میں چھلانگ لگا دوں گی۔ تُو جانتا ہے کہ وہ کتنی اڑیل کڑی ہے

وہ اماں سے کہہ رہی تھی کہ وٹہ سٹہ کرنے سے اس کی سسرال میں عزت بن جائے گی اور وہ لوگ اُسے کچھ بھی نہیں بول سکیں گے۔ اس کے احسان مند رہیں گے کیونکہ ان کی کڑی کی عمر زیادہ ہو رہی ہے اور برادری میں اس کے جوڑ کا رشتہ بھی نہیں ہے

ویسے تیرا چاچا اس رشتے سے بہت خوش اور ابھی سے احسان مند ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے اسکا بہت بڑا بوجھ ہلکے کر دیا ہے

وہ تو اپنی پتری کے لیے جہیز میں بہت سے مال مویشی اور مربے دے رہا ہے

پتر شادی شادی کے بعد ساری عورتیں موٹی بدھی ہو جاتی ہیں

مرد کو تو پھر اپنی ذمہ داریوں میں بیوی کی طرف دھیان ہی کدھر رہتا ہے۔ پھر بچے ہو جائیں تو بس مرد بچوں کو دیکھ کر ہی خوش ہوتا رہتا ہے

دوسرے بھائی پہلو بدلنے لگے

انسان کو معاشی فکر ہی ستاتی رہتی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ہی تم سب بچوں میں زمین
 .جاہیداد کے حصے بانٹ دیے ہیں

تمہاری دونوں بڑی بہنوں کو بھی خاندان کے منع کرنے کے باوجود شرعی حصے دے دیے ہیں۔
تم لوگوں کو کاروبار بھی الگ کر دیے ہیں۔

تم نے اپنی مرضی سے آبائی گھر لیا ہے

تمہارے دو بڑے بھائیوں نے اپنی مرضی سے اپنے حصے پر بڑے گھر بنالے ہیں۔ اور تیسرے کا بھی مکمل ہونے والا ہے۔ تیری شادی کے بعد وہ بھی شفٹ ہو جائے گا۔
تُو نے اپنی مرضی سے شہر میں گھر لیا ہے۔

بازل نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ بابا سائیں وہ میرے ایک دوست کے رشتے دار نے اپنے لیے بنوایا تھا وہ باہر رہتا تھا مگر اس کی بیوی پاکستان رہنے کو نہ مانی تو اونے پونے داموں بیچ رہا تھا میرے دوست نے بتایا تو میں نے خرید لیا

بابا سائیں بولے، دیکھو پترو، میں نے سب کو اپنی زندگی میں حصے دیکر خاندان والوں کی باتیں سنی ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ہاتھ کھڑا کر اپنے آپ کو بیٹوں کا محتاج کر لیا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ میں اب سکون کی نیند سوتا ہوں

میں بے انصافی کر کے اپنی بیٹیوں کو حصے نہ دیکر کیوں اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بناؤں۔
بیٹیوں کے لالچ میں جو بیٹیوں کا حق مارتے ہیں وہ بہت زیادہ سزا کے مستحق ہوتے ہیں اور
پچھلے عیش کرتے ہیں اور وہ اکیلا دوزخ کی سزا بھگتتا ہے۔ قبر کا عذاب سہتا ہے
اتنے میں چچا اندر آئے

سب بیٹے احترام سے کھڑے ہو کر ملے

بابا ساہیں نے زرا آگے ہو کر خوش دلی سے ہاتھ ملایا

اتنے میں ملازم ناشتہ لے آئے

ناشتے کے دوران باتیں ہوتی رہیں۔ سب خاندان والے بابا سائیں کا بہت احترام کرتے تھے۔ بیٹے باپ کے سامنے مودب ہو کر خاموشی سے باتیں سنتے

ضروری بات کا جواب دیتے، بلا ضرورت نہ بولتے

بابا سائیں دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ بہن درمیان میں تھی۔ اور بابا سائیں بڑے تھے

چھوٹا چچا بازل کا ہونے والا سر تھا

وہ بھی اپنے بڑے بھائی کا بہت احترام کرتا تھا

یہ لوگ بڑے زمینداروں میں شمار ہوتے تھے

خاندان سے باہر شادی کرنے کا رواج نہ تھا

اپنی کاسٹ میں ہی شادی کرتے اور اپنی کاسٹ کے لوگوں کی قدر کرتے

بابا سائیں چائے پیتے ہوئے چھوٹے بھائی کی کمر کو تھپکی دیتے ہوئے بولے

چھوٹے ویر، تو بھی اب ہمت کر کے جاہیداد کا بیٹا کر کے ثواب کما لے

ورنہ اکثر اوقات بھائی اپنے بھائی کا دشمن بن جاتا ہے

دشمن نہ بھی بنے، دل میلے ہو جاتے ہیں۔ مقابلہ بازی شروع ہو جاتی ہے کہ فلاں نے خود

اچھی جگہ ہڑپ لی اور مجھے یہ دے دی۔ بھائی آپس میں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے سے

بے زار ہو جاتے ہیں

والدین اتنی محنت اور لگاؤ سے ان کے بھلے کے لیے جاہیدادیں بنا بنا کر اپنا تن من مار کر

چھوڑ جاتے ہیں کہ بچوں کو کوئی مسئلہ نہ ہو اور بچے خوش رہیں

مگر گھر والے لالچ میں آئے ہوئے ہیں نہ بیوی نہ بچے اس کی جاہلیاد کے حصے دینے پر تیار ہیں۔

بازل کا چچا بولا، میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ مجھے اس معاملے میں آپ کا ساتھ چاہیے

آپ سے تو سب ڈرتے اور دبتے تھے کہ آپ کا سارے خاندان پر رعب ہے۔ اس لئے باوجود اختلاف کے کوئی کچھ نہ بول سکا۔

مگر میں بھی ہمت کروں گا۔ جس بچے نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی اسے جاہیداد سے عاق کی دھمکی دے دوں گا اور بیٹیوں کو بھی حصہ دوں گا انشاء اللہ۔

بازل نے وقت دیکھا اور اپنے وفادار ملازم سے نظر بچا کر اشارہ کر کے پوچھا، کیا ٹیچر آگئی ہے۔ ملازم نے جواب دیا جی سائیں، آچکی ہیں اور بڑی بیبی جی کے پاس بیٹھی ناشتہ کر رہی ہیں۔ بڑے بابا سائیں نے حیرت سے پوچھا، اچھا بڑی بیبی نے اسے پاس بٹھایا ہوا ہے ملازمہ کو۔ چلو چل کر دیکھتے ہیں اس کی اتنی جرات کیسے ہوئی، ان کے برابر بیٹھنے کی۔
بازل پریشان ہو گیا۔

بابا سائیں جب حویلی پہنچے تو بڑے کمرے میں ہمشاگھر کی عورتوں کے ساتھ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔

وہ چائے کا کپ پکڑے بازل کے بھتیجے کو پڑھا رہی تھی۔ وہ بہت شوق سے اسے بار بار مخاطب کر رہا تھا اور کاپی پینسل پکڑے ساتھ ساتھ لکھ رہا تھا۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 42
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

بچوں کے پاس ٹیم کم ہے

دو تین بجے تک ان کو پڑھاؤں گی

وہ بولے، شاباش پتری تُو تو بہت محنتی کڑی ہے
ہم تو سمجھے تھے گھنٹہ بھر پڑھائے گی

پہلی استانیاں تو گھنٹے بھر پڑھا کر چلی جاتی تھیں
چلو سب گھر کی عورتیں اپنے اپنے بچوں کو تیار کرو
یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے

بابا سائیں برآمدے میں بیٹھے حقے کے لمبے لمبے کش لے رہے تھے ساتھ ساتھ گہری سوچ میں گم تھے۔

وہ سوچ رہے تھے کہ وہ تو اپنے آپ کو اس گھر کا بادشاہ سمجھتے تھے۔ اس گھر پر انکا حکم چلتا تھا۔ سارے خاندان میں ان کا رعب اور دبدبے کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ کوئی ان سے اونچی آواز میں بات کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔

ایک معمولی ملازمہ نے آج کیسے بڑے آرام سے اس کی سب کے سامنے بے عزتی کر دی تھی اور وہ کتنی بے بسی محسوس کر رہے تھے۔ کچھ بھی نہ بول سکے ایسے مجبور تھے کسی انسان کی اگر سب کے سامنے بے عزتی ہو تو اسے کتنی شرمساری محسوس ہوتی ہے۔ اس بات کا اندازہ انہیں آج ہوا تھا

وہ تو جب چاہے ملازموں کی بری طرح بے عزتی کر دیتے تھے۔
آج اُن کو اُن کے آنسو بھی نظر آ گئے اور دکھ بھرا چہرہ بھی
کاش انہیں اس بات کا پہلے احساس ہو جاتا تو وہ کبھی کسی کی دل آزاری نہ کرتے
انہوں نے دل میں عہد کر لیا کہ اب وہ کبھی کسی کو زلیل نہیں کریں گے
اتنے میں بازل کے چچا ان کے پاس آکر بیٹھ گئے
بابا سائیں نے حقے کا کش لگاتے ہوئے پوچھا، او ویر بچوں کو کہہ دیا ہے پڑھنے کا

وہ بولے، جی بڑے سائیں
 پھر کچھ سوچتے ہوئے چچا بولے، ویسے بڑے سائیں، لگتا ہے یہ فی استانی ہمارے بچوں کو
 سنبھال لے گی۔

بازل غصے سے ادھر سے گزر رہا تھا

بابا سائیں نے آواز دے کر بلا لیا۔

وہ شرمندہ سا سر جھکا کر بولا، بابا سائیں معاف کرنا میں اس ٹیچر کو اس کی اوقات یاد دلا دوں گا۔

وہ جلدی سے حقہ پرے رکھتے ہوئے بولے، نہ پتر نہ نہ

ایسا نہ کرنا۔ مشکل سے ایک اچھی سمجھدار استانی ملی ہے بچوں کو

..... بازل نے کہا، اس نے آپ کے ساتھ بدتمیزی

بابا سائیں جلدی سے بولے، اور ہن دے پتر، اس نے کوئی بدتمیزی نہیں کی بلکہ ایک اچھی بات

کا شعور اجاگر کیا ہے

ہم گھر کے بادشاہ بنے پھرتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ ہماری بے چاری عورتیں کہاں جاتی ہیں

انہیں گھر میں تو کم سے کم آزادی سے رہنے کی اجازت ملنی چاہیے ناں

ہم جب چاہے سارے گھر میں مزے سے گھوم پھر رہے ہوتے ہیں اب ہمیں احتیاط کرنی

چاہیے تاکہ وہ بھی سنبھل سکا کریں

ہم تو ان کو دیکھتے ہی ڈانٹا شروع کر دیتے ہیں کہ تم لوگوں کے سر سے دوپٹہ کیوں اترا

ہم ملازموں کو تو زانے میں جانے نہیں دیتے جب تک کوئی کام نہ ہو، پھر عورتوں کو ہر وقت

روک ٹوک نہیں کرنی چاہیے

چچا بولے

بڑے سائیں، آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اب میں بھی گھر میں یہی اصول رکھوں گا۔
بازل دل میں ان کی باتوں سے حیران ہو رہا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ بابا سائیں تو اسے گھر سے
نکلنے کا حکم دیں گے مگر یہ تو الٹا اس کی تعریفیں کر رہے ہیں

بچپانے چھوٹی کی ساری بات انہیں بتائی

۔ وہ افسوس کرتے ہوئے بولے، یہ چھوٹی بھی لاڈ میں بہت بدتمیز ہو گئی ہے

۔ اب اس کے لاڈ پر بند باندھنا چاہیے

۔ بازل کو چھوٹی آپا کی باتوں سے دکھ پہنچا

۔ مگر پھر بھی اسے ہمیشہ پر شدید غصہ تھا کہ اس نے بابا سائیں کی بے عزتی سب کے سامنے کی

۔ وہ غصے سے بھرا کمرے میں پہنچا

۔ ہمیشہ الماری میں چیزیں سیٹ کر کے رکھ رہی تھی

اس نے آتے ہی اسے بازو سے غصے سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اس کے بالوں کو زور سے پکڑ کر

۔ انتہائی غصے سے بولا، تمہاری جرات کیسے ہوئی میرے بابا سائیں کی انسلٹ کرنے کی

۔ وہ درد سے چلا کر بولی، جنگلی انسان چھوڑو میرے بال

۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلکنے لگیں

بازل نے جب اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو ایک دم نرم پڑتے ہوئے اسے بیڈ پر پٹختے ہوئے بولا، اگر کوئی اور ایسی جرات کرتا تو اس وقت میرے ہاتھوں مرچکا ہوتا۔ تمہیں بابا سائیں نے کچھ نہ کہا اور نہ ہی ماہنڈ کیا، ورنہ

، وہ دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے بولی

۔ تم جنگلیوں کو مار دھاڑ اور قتل و غارت کے علاوہ آتا ہی کیا ہے

۔ بکواس بند کرو اور چلو بابا سائیں سے معافی مانگنے

اور خبردار دوبارہ کبھی ایسی کسی بات کا سوچا بھی تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا سمجھی

وہ بھی ترکی بات کی جواب دیتے ہوئے نفرت سے بولی، اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ میں جلد تم سے خلع لے لوں گی

۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی

۔ بس زرا میرے تایا جان کا غصہ کم ہو جائے

۔ اتنے میں دروازہ کھٹکا اور وہ اسے بولا، تم چھپ جاو

۔ ہمیں کوئی ایک ساتھ دیکھ نہ لے

۔ وہ طنزیہ انداز میں بولی، اغوا کرتے خیال نہیں آیا

، دروازہ پھر بجا

، بازل نے اسے گھور کر جانے کا کہا

وہ بولی، یہ میرا کمرہ ہے تم چھپو

میں کھولنے لگی ہوں دروازہ

وہ دروازے کی طرف بڑھی

بازل جلدی سے سنٹور روم میں چلا گیا

جب ہمیشا نے دروازہ کھولا تو سامنے چھوٹی آیا کھڑی تھی

اس نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں لگائی

اور لاک کیوں کیا ہوا تھا

ہمشا جو پہلے ہی غم و غصے سے بھری ہوئی تھی پھر چھوٹی آپا کی وہ زلت بھری باتیں بھی یاد آ گئیں

ہمشانے کہا کہ یہ میرا کمرہ ہے اور آپ جیسے لوگوں کے لیے ہی کندی لگائی ہوئی تھی جو ہر کسی کے کمرے میں منہ اٹھا کر چل پڑتے ہیں

بڑی آیا بھی اتنے میں آگئی اور ہلکے سا بجا کر کھلا دیکھ کر اندر آگئی

چھوٹی آپا نے طنزیہ کہا، خوب تو یہ تمہارا کمرہ ہے۔ فکر نہ کرو میرے بھائی بازل سائیں کی جلد شادی ہونے والی ہے اور تم بھی شادی تک ہی ادھر ہو۔ پھر دیکھنا وہ کیسے تمہیں اس گھر سے نکالتی ہے

وایسے لگتا ہے کہ تمہیں عزت راس نہیں آتی، بے عزتی کروانے کی عادت ہے۔
ہمیشا نے غصے سے جواب دیا، دیکھیں محترمہ، میرے پاس آپ کی باتوں کے ڈھیروں جواب ہیں۔
مگر میں ان کو دے کر اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتی
آپ تو ٹھہری ہر وقت فارغ اور نکمی۔ کام کی نہ کاج کی دشمن اناج کی
مہربانی ہوگی کہ آپ میرا وقت برباد کرنے نہ آیا کریں۔ شادی ابھی دور ہے آپ پہلے ہی میکے آکر نہ
بیٹھ جائیں

اپنے گھر جا کر رہیں

وہ غصے سے بولی، یہ میرے بابا سائیں کا گھر ہے میں جب مرضی آوں جاؤں تمہیں کیا تکلیف ہے۔

ہمشانے کہا، یہ جو سایے کی طرح بھوت بن کر میرے پیچھے آ جاتی ہیں اس سے مجھے تکلیف ہے۔

وہ کچھ بولنے لگی تو بڑی آپا نے چھوٹی بہن سے کہا، چھوٹی کیوں ہر وقت لڑائی کے موڈ میں رہتی ہے۔ کیوں بات بڑھا رہی ہے۔ چل میرے ساتھ

چھوٹی کا بازو پکڑ کر بڑی آپا اسے باہر لے گئی

باہر سے گزر رہی تھیں کہ بابا سائیں نے آواز دے کر بلایا

اور وجہ پوچھی کہ موڈ کیوں خراب ہے

بڑی آپا نے ساری تفصیل بتا دی

بابا سائیں نے ایک لمبا حقے کا کش لیا اور سمجھانے والے انداز میں بولے، دیکھ پتری تیرے

چھوٹے لاڈلے ویر کی شادی ہے اور تو زرا صبر سے کام لے۔ خامخواہ اس سے نہ الجھ۔ اس نے

کونسا ساری زندگی ادھر ہی رہنا ہے

ابھی وہ ہمارے بچوں کو پڑھانے آئی ہے اور ہمیں اس کی ضرورت ہے

جب ضرورت نہ رہی تو اسے نکال دیں گے۔ اتنے میں بازل بھی آگیا

بازل نے بھی بابا سائیں کی بات سنی

بابا سائیں نے بازل سے پوچھا، کیوں پتر ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں

بازل نے جواب نہ دیا اور گردن جھکالی

بچا بولے، ارے پتری تیرا اور اسکا کیا مقابلہ۔ تو خامخواہ اپنی جان جلا رہی ہے

یہ سنکر اس نے ٹھنڈی سانس بھری اور اٹھ کر چل دی

بڑی آپا ماں کے پاس بیٹھی بڑے دکھ سے ماں سے گلہ کر رہی تھی کہ اماں آپ بھی تو اس
شادی کو روک سکتی تھیں ناں

آپ کی بھانجی جو ہے

بھلا چاند جیسے بیٹے کے ساتھ وہ کالی کلونی بھینس اوپر سے چھ سال بڑی بھی ہی سے شادی
کروانی تھی

آخر آپ سب کو ہو کیا گیا ہے

پہلے بازل سائیں مان نہیں رہا تھا پھر بابا سائیں نے سمجھایا تو فوراً مان گیا

اگر بابا سائیں کو بھائی کی مروت میں رشتہ کرنا پڑ رہا تھا تو بازل سائیں کا نام لگا دیتے کہ وہ نہیں
مان رہا۔ الٹا اسے ہی منا لیا

بڑی آپا آپ اب بس بھائی کی شادی کی خوشی منائیں

بڑی آپا روندھی ہوئی آواز میں بولی، کیسے خوشی مناؤں

تم اپنے فائدے کے لیے بھائی کو قربانی کا بکرا بنا رہی ہو کہ سسرال میں تمہارے قدم مضبوط ہو
جائیں

اتنے عرصے سے بچہ بھی نہیں ہو رہا

وٹے سٹے کی شادی ہو اور تمہیں کوئی کچھ کہہ نہ سکے

بابا سائیں بھی تمہاری محبت میں بیٹے کو قربان کر رہے ہیں

تم تو شروع سے ہی ضدی اور اپنی من مانی کرنے والی رہی ہو

بابا سائیں جو تمہارے بہت لاڈ اٹھاتے ہیں نا

شکر ہے کہ وہ بچ گئے ورنہ تم نے تو ان کے

منہ پر کالک مل دینی تھی

وہ تو وہ اسکول بچہ شریف اور سمجھدار تھا۔ جس پر تم فدا تھی

وہ تمہارے جال میں نہ پھنسا، ورنہ تم نے تو بہت کوشش کی تھی دھمکیاں دی تھیں

مگر وہ قابو میں نہ آیا اور والدین کو لے کر شہر نکل گیا

وہ بولی، آپا تم نے ہی اسے گاؤں سے بھگوا یا تھا

بڑی آپا رسانیٹ سے بولی، میں کیا کرتی، میں نے پوچھا تم میری بہن سے پیار کرتے ہو تو جانتی ہو

اس نے کیا کہا تھا

وہ بچپن سے ہی ادھر پلا بڑھا تھا اور تمہیں خوب جانتا تھا

وہ کہتا تھا کہ وہ اس کے خرچے پورے نہیں کر سکتا

اسے ایسی بیوی چاہیے جو اس کے گھر کو سنبھالے، اس کے والدین کا خیال رکھے، کیونکہ اس کے والدین ہی اس کے لیے سب کچھ تھے وہ اکلوتا تھا

نہ کہ ایسی بیوی چاہیے جس کے پیچھے میرے والدین کرسی لیے پھرتے رہیں

ہاں میں نے اسے شہر بھیجنے میں اس کی مدد کی، کیونکہ تیری شادی کی تاریخ فلکس ہو چکی تھی اور تو بھاگنے کا سوچ رہی تھی

وہ بڑی آپا کو خشمگین نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی، تو میں کیا کرتی، مجھے شہر میں شادی کرنے کا شوق تھا۔ میں خوبصورت تھی

بھلا میرا شوہر میرے قابل تھا کیا

بونگا اور سیدھا سادہ سا

بڑی آپا نے سمجھانے والے انداز میں کہا، دیکھ چھوٹی، تو جس طرح ضدی اور ہٹ دھرم ہے۔ اگر اس سیدھے سادھے کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا تو اُجر کر بیٹھی ہوتی

شکر کرتا شریف اور سیدھا سادہ میاں ملا ہے جو تیرے آگے پیچھے پھرتا ہے

اس کی قد کیا کر۔ اتنے سال ہو گئے بچہ بھی نہیں ہوا۔ اور وہ اور چچا سائیں تجھے کچھ نہیں کہتے۔ حالانکہ وہ انکا اکلوتا بیٹا ہے۔ انہیں بھی وارث چاہیے

چھوٹی غرور سے بولی، اسی لیے تو اپنے شہزادہ بھائی کا رشتہ نند سے کروا رہی ہوں۔ دو ہی تو بہن۔
بھائی ہیں اور اکیلے جائداد کے وارث۔

بڑی آپا ٹھنڈی سانس بھر کر بولیں، تجھے سمجھانا مشکل ہے۔

بابا سائیں بیٹھے سوچ رہے تھے کہ انہوں نے بہت عقلمندی کا فیصلہ کیا ہے بیٹے کی شادی کا۔
ان کو وہ وقت یاد آگیا جب چھوٹی بیٹی جھولے پر سے گر کر زخمی ہو گئی تھی تو وہ اسے شہر ڈاکٹر
کے پاس علاج کے لئے لائے تھے۔ ڈاکٹر نے آپریشن کے بعد بتایا تھا کہ وہ کبھی ماں نہیں بن
سکے گی۔

انہوں نے یہ بات سب سے چھپائی تھی۔ کیونکہ خاندان میں کوئی اس کا رشتہ لینے کو تیار نہ تھا کہ
وہ ضدی اور اکڑو مزاج کی ہے۔

تب انہوں نے بھائی اور سب سے یہ بات چھپالی تھی۔

اور بھائی سے اس کی شادی کی بات کی کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے اسے اپنا لے۔ ساتھ یہ لالچ دیا
کہ ان کی بیٹی کا رشتہ اپنے بازل سائیں کے لیے کر لے گا۔
بھائی اس سچائی سے لاعلم تھا کہ وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی۔ بھائی نے رشتہ منظور کر لیا اور
خوب دھوم دھام سے شادی کی گئی۔

بازل اس رشتے کے لیے مان نہیں رہا تھا۔ تب بابا سائیں نے پہلی مرتبہ اس سے التجائیں کیں کہ وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی تو اپنی بہن کا سہاگ بچانے کے لئے تجھے یہ شادی کرنی پڑے گی۔ ورنہ وہ اجر جالے گی۔

بازل نے کہا، ٹھیک ہے پھر وہ ہمیشہ آپ لوگوں کے ساتھ گاؤں میں رہے گی اور میں گاؤں میں نہیں رہنا چاہتا، شہر میں میں نے کاروبار شروع کیا ہے اور گھر لینا چاہتا ہوں اور شہر میں رہوں گا اور کسی شہری لڑکی سے شادی کر کے اسے گاؤں میں رکھوں گا

میں وعدہ کرتا ہوں کہ گاؤں والی بیوی کے حقوق و فرائض پورے کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں
 . برتوں گا انشاء اللہ

، بابا سائیں نے اس کی شرط مان لی

بازل نے کہا، وہ یہ شادی صرف بہن کے لیے کر رہا ہے
وہ خوش ہو گئے

چچا سائیں کو یقین تھا کہ وہ بیٹے کو ضرور منالیں گے۔ وہ اس کی جائیداد کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔

آپا اور چھوٹی دونوں باتیں کر رہی تھیں کہ انہیں لگا جیسے باہر کسی نے ان کی باتیں سن لی ہیں۔
چھوٹی تیزی سے باہر آئی۔

دونوں باہر آئیں تو بلی گزر رہی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف مسکرا کر دیکھا۔
دونوں بابا سائیں کے پاس آئیں تو وہ اور چچا اور ان کے دوسرے بھائی بیٹھے کارڈوں پر سب
کے نام وغیرہ لکھ رہے تھے۔
بابا سائیں نے سیدھا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا، کہ کارڈز بانٹنے کا کام آج سے ہی شروع کر دو۔ اتنے
سارے کام اور بھی پڑے ہوئے ہیں۔
کیا کام کچھ مکمل ہوئے ہیں۔ آخر ہمارے سب کے لاڈلے اور آخری شہزادہ کی شادی ہے۔ ایسی
دھوم دھام سے کروں گا کہ دنیا دیکھے گی۔ بس اس کرونا کی وجہ سے مسئلے پڑ گئے ہیں
چچا بولے، اب تو کافی کم ہو گیا ہے
ہمیشا وہاں سے گزر رہی تھی اتنے میں بازل بھی وہاں آگیا
بازل آکر سلام کر کے بیٹھ گیا
بابا سائیں نے ہمیشا کو آواز دی
وہ پاس آئی تو پاس کھڑی ملازمہ سے بولے، استانی کو کرسی لا دے
اس نے کرسی لا دی
وہ ایک نظر بازل کو دیکھ کر شکریہ کہہ کر بیٹھ گئی

بازل سپاٹ چہرے سے اسے ہی دیکھی جا رہا تھا

بابا سائیں بولے، دیکھ چھوری ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ تو نے بچوں کے ساتھ بہت محنت کی ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ تو پکی ادھر ہی رہے۔

تو سیانی کڑی ہے۔

اتنے میں چھوٹی آیا اور بڑی آیا بھی آگئیں اور پاس پڑی چارپائی پر بیٹھ گئیں

بابا سائیں نے ایک نظر ان کو دیکھ کر گفتگو جاری رکھتے ہوئے بولے

سن چھوری، تو شادی کے لئے ہمارے گھر کی عورتوں کے ساتھ جا کر شاپنگ کر اور اپنے لئے بھی کر لینا۔

زبور، کپڑے سب خرید لینا۔

چھوٹی آپا غصے سے بولی، بابا سائیں ہم کیا مر گئے ہیں کہ اب گھر کے ملازم اپنی پسند سے ہمیں پہنائیں گے۔

بابا سائیں نے اسے خشمگین نگاہوں سے دیکھا اور بولے، سن پتری، تو نے وعدہ کیا تھا کہ

بھائی کی شادی والی ضد کے علاوہ اور کوئی ضد نہیں کرے گی اور ہم نے تیری خواہش پوری کی

اور اب تو رنگ میں جھنگ نہ ڈال

ہم جو کہہ رہے ہیں کچھ سوچ سمجھ کر کہہ رہے ہیں۔ یہ جو استانی چھوری ہے ایک تو یہ تجھ سے زیادہ پڑھی لکھی اور سیانی ہے۔ اور شہری بھی ہے

۱. اس کو شہر کی دوکانوں وغیرہ کا زیادہ پتا ہو گا یہ ساتھ جائے گی تو اچھا ہو جائے گا

بازل جلدی سے بولا، معزرت بابا سائیں، چھوٹی آیا ٹھیک کہہ رہی ہیں

اس کی طرف غصے سے دیکھ کر بولا، ملازموں کو ملازموں کی جگہ پر رہنے دیں

ویسے بھی میں بہت زیادہ کپڑے لے، زیورات اور بہت سے لوگوں کو بلانے کے حق میں نہیں ہوں۔

۱۰. اتنا پیسہ برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

وہی پیسہ میں اپنے بزنس کو بڑھانے میں لگا سکتا ہوں

بابا سائیں بولے، لوگ کیا کہیں گے برادری والے باتیں بنائیں گے

بازل غصے سے بولا، ہمیں کسی کی باتوں کی پرواہ نہیں ہے

چند دن شو شاکر کے پیسہ لٹا کے، لوگ کھاپی کر دکار مار کر چلتے بنیں گے۔ کوئی کتنی دیر واہ واہ کرتا رہے گا۔

چچا سائیں بولے، ویسے پتر صبح کہہ رہا ہے۔ ہمیں سوچ سمجھ کر چلنا چاہیے

پہلے ہی کرونا کی وجہ سے پوری دنیا میں کاروبار میں کمی آئی ہے

بازل سائیں نے صاف منع کرتے ہوئے کہا کہ خاندان کے صرف قریبی رشتے دار شامل ہوں گے۔

کوئی مہندی، کوئی دھولکی کچھ نہیں ہوگا۔ صرف گھر میں سادگی سے نکاح اور اگلے دن ولیمہ بس کوئی کارڈز نہ بھیجیں۔ جانا آنا وقت کا ضیاع ہے

سب کو فون کر دیں۔ کسی نے آنا ہے تو آئے، کوئی ناراضگی دیکھاتا ہے تو گھر بیٹھا رہے۔ کسی کو منانے اور نخرے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

بس سادگی سے اس کام کو سرانجام دیں۔ کوئی آتشبازی اور فائرنگ وغیرہ نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے میری بات کو فالو نہ کیا تو شہر والے گھر میں شادی چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

چچا گھبراتے ہوئے جلدی سے بولے، بالکل تمہاری مرضی کے عین مطابق ہو گا۔
اب جاو سب اپنے کا مکمل کرو، وقت کم ہے۔ اور چھوٹی تو میری بات سن کر جانا۔
بڑی آیا اٹھ کر ساتھ والے کمرے میں کسی کام سے گئیں۔

بابا سائیں نے جب چھوٹی کو وہ بات بتائی کہ جب اسے جھولا لگا تھا تو آپریشن کے بعد تو ماں بننے کے قابل نہیں رہی مگر خاندان والے تیری ضدی عادتوں کی وجہ سے تیرا رشتہ نہیں لیتے تھے مگر میں تجھے بدنامی سے بچانے کے لیے کہ لوگ باتیں نہ بنائیں کہ اس کی شادی نہیں ہوئی

میں نے تیرے چچا سائیں سے تیرا رشتہ لینے کی بات کی تو اس نے جھٹ تیرے بھائی بازل سائیں کے لیے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کر دیا۔ میں نے اسے تیری سچائی نہیں بتائی تھی کہ تو کبھی ماں نہیں بن سکتی، مبادا وہ تیرا رشتہ لینے سے انکار نہ کر دے

کیونکہ اس کا ایک ہی بیٹا ہے اور کون اپنی نسل نہیں بڑھانا چاہتا

میں نے سوچا چلو تیرا رشتہ تو پکا کر دیتا ہوں۔ بازل سائیں کے لیے بعد میں یہ بہانہ بنا کر انکار کر دوں گا کہ پتر نہیں مانتا

مگر تُو نے ضد کر کے بھائی کو پھنسا دیا ہے اور تیرے بھائی کو جب ساری سچائی کا علم ہوا تو اس نے بہن کی خاطر ہاں کر دی، ساتھ اس نے یہ شرط رکھی کہ وہ اسے گاؤں میں ہی ہمارے پیاس رکھے گا اور خود شہر والی کوٹھی میں رہے گا۔

میں نے مجبوراً اس کی شرط مان لی، جانتا ہوں کہ اس کا گاؤں میں دل نہیں لگتا اور شہر میں رہ کر اپنے کاروبار کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ تیرے چچا سائیں کو بازل سائیں کی شرطوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چھوٹی رو نے لگی

بڑی آپا جس نے ساری گفتگو سن لی تھی وہ بھی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات لیے جلدی سے آئی اور اسے کمرے میں لے جا کر بولی، چھوٹی نہ رو کوئی دیکھ نہ لے

قسمت کو تیرا ماں بننا منظور نہ تھا حوصلہ کر۔ میرے بچوں میں سے جو بچہ جب چاہے، لے لینا

اب چل اماں جی کے پاس چلتے ہیں وہ ڈھونڈ رہی ہوں گی

پھر تُو نے اپنے گھر واپس بھی جانا ہے۔ ادھر بھی اپنے گھر کو دیکھ سُن

چھوٹی آپا کی رو رو کر ہچکی بندھ گئی

چچا سائیں آئے اور پوچھنے لگے کہ میں گھر جا رہا ہوں

بہو کہ ہر ہے ساتھ لے جاتا ہوں۔ اس کا شوہر تو شادی کے کاموں میں مصروف ہے

چھوٹی آیا نے روتے ہوئے کہا، کہ چچا سائیں کو کہہ دے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں

نہیں جا سکتی

اماں نے سمجھایا، تی رانی، تُو اُدھر جا کر لیٹ جانا۔ اس گھر میں تیری ساس سسر اور نند کے

علاوہ کون ہے

ادھر کافی لوگ ہیں۔ لوگ باتیں بنائیں گے کہ بہو چلی گئی

تُو ادھر کرتی کیا ہے وہ تجھ سے کوئی کام نہیں کرواتے پر تیری موجودگی ان کے لیے عزت کا

باعث بنے گی

مگر چھوٹی آیا نے کسی کی نہ مانی۔ اور طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر منہ لپیٹ کر لیٹ گئی۔

چچا سائیں دل میں اس کے رویے سے افسردگی ہو کر چل پڑے

چچا سائیں گھر پہنچے تو ان کی بیوی نے بہو کا پوچھا

بیٹا بھی کھڑا منتظر نظروں سے دیکھنے لگا

چچا سائیں دکھی لہجے میں بولے، اس نے کہا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے

پچھی نے کوسنا شروع کر دیا کہ اسے ہماری عزت کا کوئی پاس نہیں ہے بس اپنی من مانی ہر وقت چاہتی ہے۔

ہمیشا کے گھر والے تایا، دادا اور دادی بہت دکھی اور پریشان تھے

ان لوگوں کو ہمیشہ سے یہ امید بالکل نہ تھی

تایا اس پر فخر کرتے تھے اور اسے اپنا غرور کہتے تھے

وہ تایا کے خواب پورے کر رہی تھی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے تایا کی خواہش کو پورا کیا تھا۔

جبکہ ان کی بیٹیاں ماں کی طرفداری کرتی تھیں

۔دادی اپنی بھانجی کی محبت میں ڈوبی ہوئی تھیں

کیونکہ ہمیشہ کا تیا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھے عہدے پر فائز تھے

ہمشا کو پاکستان میں تعلیم شروع کروا دی گئی۔ اس نے تعلیم کے میدان میں اپنی محنت اور لگن سے اعلیٰ ڈگری حاصل کر لی۔

تایا تعلیم کی بہت قدر کرتے تھے۔ ان کی بیٹیاں ماں کی طرح تعلیم سے دور بھاگتی تھیں۔ دونوں بارہ تیرہ کلاسوں کے بعد گھر بیٹھ گئیں۔

ماں نے بھی حوصلہ افزائی کی۔ وہ سارا دن موبائل پر لگی رہتیں۔ کوئی کام نہ کرتیں۔

جبکہ ہمشا نے تعلیم حاصل کر کے تایا کے دل میں جگہ بھی بنالی۔

اس کے والدین کی وفات کے بعد تایا اس پر خصوصی توجہ دینے لگے۔

وہ بات بات پر سب کو جتلاتے تھے کہ یہ بزنس ہمشا کے والدین کے پیسوں کا ہے۔

وہ ہمشا کی ہر خواہش پوری کرتے۔ اسے کھلی پاکٹ منی دیتے۔

ہمشا کسی سے دب کر نہ رہتی۔ اسے تایا اور دادا دادی کی فل سپورٹ حاصل تھی۔

تامیٰ اور ان کی بیٹیاں ہمشا سے حسد کرتیں۔

ہمشا کسی کو خاطر میں نہ لاتی۔

اس کی تایا کی بیٹیوں سے کوئی دوستی نہ تھی۔

تامیٰ تایا کے سامنے اسے کچھ نہ کہتی مگر اکیلے میں اسے خوب کوسنے دیتی۔

ہمشا ان کے کوسنوں کو خاطر میں نہ لاتی نہ کبھی تایا کو شکایت لگاتی۔

ہمشاد دل کی بہت رحم دل تھی

بتایا کے آفس کا ملازم دادی کی ڈیمانڈ پر فل ٹائم ملازمہ لے کر آیا۔ جس کا بچہ بھی ہونے والا تھا۔ وہ ملازمہ یاسمین کو چھوڑ کر یہ کہہ کر گیا کہ ابھی گاؤں میں کچھ ضروری کام نمٹا کر واپس آئے گا۔ اس کے جاتے ہی دو دن بعد اس کا شوہر کسی حادثے کا شکار ہو کر فوت ہو گیا۔ بتایا ملازمہ یاسمین کو تسلی دیتے ہوئے گاؤں ساتھ لے گئے اور رات کو اس کے ساتھ ہی واپس آ گئے۔

انہوں نے ہمشا کی دادی کو بتایا کہ اس کا نہ سسرال نہ ہی میکے میں کوئی قریبی رشتہ دار موجود ہے۔

باقی اس کی ذمہ داری کوئی اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔
اس لیے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ آپ کی خدمت کرے گی۔
دادی نے اوکے کر دیا۔

ہمشا کو وہ پہلے دن سے ہی بہت بھاگتی تھی۔ اور اس کی اس سے دوستی ہو چکی تھی۔ ہمشا نے اسے اپنے ساتھ والے سٹور روم میں رہنے کی آفر دے دی۔ ہمشا کے ہی کہنے پر اس کا بچہ اچھے ہاسپٹل میں پیدا ہوا۔ بتائی بہت دوستی مگر ہمشا کسی کی نہ سنتی

ہمیشا نے سب کو یہ کہہ کر منہ بند کروا دیا کہ وہ اپنے والدین کے پیسے لگا رہی ہے کسی کو میرے معاملات میں بولنے کا کوئی حق نہیں

ہمیشا کو اس بچے سے بھی بہت لگاؤ ہو گیا

بچہ نارمل پیدا ہوا تھا اس لیے یاسمین نے جلد ہی کام کاج سنبھال لیا

دادی کی بہت خدمت کرتی

دادی اس سے خوش تھی

بتائی کو کام کی سہولت ملنے لگی

یاسمین دبی دبی رہتی سب کی خدمت کرتی

ہمیشا نے اس کے بچے کو تین سال کی عمر میں ہی اچھے اسکول میں داخل کروا دیا

وہ خود اسے پڑھاتی انگلش بولتی

کوئی اس بچے کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ملازمہ کا بچہ ہے

یاسمین ہمیشا کی شکرگزار رہتی

تایا نے ایک دن سب کو بلا کر یہ خوشخبری سنائی کہ یاسمین کے شوہر کی جائیداد یاسمین کے کہنے

پر فروخت کر دی ہے اور بہت اچھی قیمت ملی ہے

انہوں نے ہمیشہ کو اس کے نام کا اکاؤنٹ وغیرہ سمجھا کر بتایا کہ وہ اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیے ہیں

یاسمین نے کہا، ہمیشہ بیبی آپ مجھے طریقہ سکھا دینا

اب میں اپنے بیٹے کی تعلیم کا خرچہ خود اٹھاؤں گی اور سارا پیسہ اس کی تعلیم پر خرچ کروں گی۔ آپ لوگوں سے ایک التجا ہے کہ مجھے اسی گھر میں جگہ دے کر مجھ بے سہارا پر احسان کر دیں۔ دادی جن کو اس سے بہت فائدے ملتے تھے جھٹ بولیں، ٹھیک ہے

ہمیشہ نے کہا، چلو ٹھیک ہے۔ ہمیشہ نے اسے مبارک باد دی

باقی کسی نے لفٹ نہ کرائی

اس کے بچے کو سوائے ہمیشہ کے کوئی لفٹ نہ کراتا

ہمیشہ کے ڈر سے اسے کوئی ڈانٹ نہیں سکتا تھا

وہ بہت کیوٹ سا بچہ تھا۔ بہت سلجھا ہوا

ہمیشہ اس کے ساتھ کھیلتی

وہ ہمیشہ سے کافی مانوس تھا

ہمیشہ اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی۔ اس کے کھلونے، کپڑے وغیرہ خرید کر لاتی

ساتھ میں یاسمین کی ضروریات کا بھی خیال رکھتی

اپنے ساتھ اس کے کپڑے وغیرہ بھی لے کر آتی۔ وہ اسے ہر وقت دعائیں دیتی تائی ہمیشہ کو کوسنے دیتی تو ہمیشہ مزاق اڑاتے ہوئے کہتی، تائی کی تعریف کا انداز ہی نرالہ ہے۔ تائی ہر وقت میری تعریف کرتی رہتی ہیں۔ بلکہ دل میں بھی تعریفوں کے پل باندھتی رہتی ہیں۔ تائی غصے میں کہتی، بہت سرپھری لڑکی ہے۔ مجال ہے جو اسے کسی بات سے فرق پڑتا ہو۔ تائی نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی جلد ہی اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دی تایا کو ہمیشہ کی شادی کی بھی فکر تھی مگر ہمیشہ نے صاف کہہ دیا کہ وہ تعلیم مکمل کرنے سے پہلے ہرگز شادی نہ کرے گی۔

وہ اپنے کمرے میں کسی کو دخل اندازی نہ کرنے دیتی۔ نہ ہی کسی کو آنے دیتی۔ کوئی اس کے روم میں داخل ہونے کی جرات نہ کرتا۔ نہ ہی اس کی کسی چیز کو چھیڑتا۔ وہ یاسمین کے بچے کو بھی پڑھنے کے علاوہ فالتو نہ رکھنے دیتی۔ یاسمین کو یاسمین باجی کہہ کر عزت سے آپ کہہ کر مخاطب کرتی۔ باقی اس کو عزت نہ دیتے۔

تائی اس پر رعب جھاڑتی رہتی

تایا تائی کے ڈر سے اسے نہ بلاتے

تائی اس کے شوہر کے مرنے کے بعد شکی مزاج ہو گئی تھی

وہ یاسمین کو تایا سے دُور رکھنے کی کوشش کرتی

وہ بے چاری بھی احتیاط کرتی

بتائی نے یاسمین سے کہا، تم کہو تو میں کسی مناسب انسان سے تمہاری شادی کروا دیتی ہوں۔
مگر یاسمین نے روتے ہوئے التجائیں کیں کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے جی رہی ہے۔ اس کے سر پر
سو تیلے باپ کا ظلم کا سایہ نہیں ڈالنا چاہتی

وہ اسے بڑھا لکھا کر کامیاب انسان بنانا چاہتی ہے

تایا نے تائی کو سمجھایا کہ اس کی شادی کر کے کیوں اپنے آپ کو اور اس گھر کو مصیبت میں ڈالنا چاہتی ہو۔ اس کے بچے کا مستقبل بھی خراب ہو جائے گا۔

سو تیلہ باب اس کی تعلیم پر رقم خرچ کرنے دے گا

ہمشاکی دادی کو اپنے سٹھ جاتے نظر آئے

انہوں نے بہو کو سمجھایا، بے وقوفی نہ کر، شکر کر وہ شادی نہیں کر رہی

ورنہ ایسی ملازمہ دوبارہ ملے گی ہمیں

تائی ایک لمبا سانس بھر کر بولی، ٹھیک ہے

ہمشانے بھی یاسمین کی فیور لیتے ہوئے کہا کہ اب کوئی اس گھر میں اس سے شادی کی بات نہیں کرے گا۔

یاسمین مشکور ہوتے ہوئے روتے ہوئے بولی، ہمشا بیبی، آپ کا مجھے اس گھر میں بہت سہارا ہے۔ آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور آپ کے نصیب اچھے کرے۔

ہمشا نے اسے پیار سے گلے میں باہیں ڈالتے ہوئے کہا، آپ اس گھر کے ہر فرد کے لیے رحمت ہیں۔

وہ مسکرانے لگی۔

تائی کو بیوہ ہونے کے بعد اب وہ کھٹکنے لگی تھی۔ ایک تو وہ خوش شکل تھی دوسرے جوان تھی تائی نے سوچا، ویسے تو کوئی اپنے سٹکھ کے لیے اسے گھر سے نہیں نکالے گا بہتر ہے اس کا جینا۔ دو بھر کر دوں کہ تنگ آکر وہ خود ہی چلی جائے۔

تائی جہاں موقع ملتا اس کا جینا دو بھر کر دیتی

ہمشا کے سامنے زرا احتیاط کرتی

ہمشا کو کبھی اسے ڈانٹنے کی آواز آ جاتی تو وہ تائی کو سنانے چل پڑتی

یاسمین اکثر چھپ چھپ کر روتی

کیونکہ اب تائی اس کے بچے کو بھی ستانے لگی تھی

اس کی چٹکی کاٹ دیتی

اسے مار جاتی

وہ روتا ہوا ماں کو شکایت لگاتا

وہ روتے ہوئے گلے لگا لیتی

ایک دن ہمیشا نے دیکھ لیا

اس نے تائی سے کہا، آپ کو اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ایک معصوم بچے نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔

یہ نہ ہو کہ آپ کو ان ماں بیٹے کی آہ لگ جائے

وہ رعونت سے بولی، تم نے اس دو ٹکے کی ملازمہ کو گھر کا فرد بنا کر رکھا ہوا ہے

۱. اسے اس کی اوقات میں رہنے دو

میرے نزدیک اس کی عزت ایک جوتی کے برابر ہے

پھر اسے کوستے ہوئے بولی، تم اپنی اوقات کبھی نہ بھولنا سمجھی، گھر والے بے شک تمہیں گھر کا فرد بنا کر رکھیں۔ تم اس گھر میں ایک ملازمہ کی حیثیت سے ہی رہو گی۔ تمہارا رتبہ کوئی بڑھ نہیں

جانا

تم بیٹے کو بے شک اعلیٰ تعلیم دلاتی رہو وہ اس گھر میں ملازمہ کا بیٹا ہی کہلائے گا۔ اس مقام پر
لکھ کر بڑھ نہیں جانا

وہ آنکھوں میں آنسو لیے چلی گئی

اسکا بیٹا اب آٹھ سال کا ہو چکا تھا۔ اب وہ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور سلجھا ہوا تھا

وہ اب تائی سے دور رہتا

جب وہ اس کی ماں کو ڈانٹتی تو وہ غصے میں کہتا، ماما مجھے یہ اچھی نہیں لگتی ہیں۔ جب میں بڑا ہو

جاؤں گا تو پھر ہم یہاں سے چلے جائیں گے

ماں اسے ڈانٹتی کہ ایسے کسی کو بُرا نہیں کہتے۔ بری بات ہے۔ اور ادھر سے جانے کا کبھی مت

سوچنا۔ ان کی وجہ سے تم اچھی تعلیم حاصل کر رہے ہو

۔ ورنہ ہم اکیلے نہیں رہ سکتے

نہ ہم سارے خرچے افروز کر سکتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا احسان ہے کہ ہمیں رہنے کو چھت ملی

ہے۔ اور ہم ادھر محفوظ ہیں

ہمشا کے جانے کے بعد تائی نے اسے اچھے اسکول سے ہٹانے کی کوشش کی مگر یاسمین نے رو

رو کر منتیں کیں کہ وہ ایسا نہ کریں۔ ورنہ بچے کے لئے اسے اس گھر سے جانا پڑے گا

دادی کو فکر لگ گئی۔ انہوں نے بہو کو صاف منع کر دیا کہ بچے سے ہمارا کیا لینا دینا۔ وہ اپنے

خرچے پر اسے پڑھا رہی ہے

بتایا نے بھی ماں کی ہاں میں ہاں ملائی

بتائی مجبور ہو گئی

بیٹی نے بھی کہا، ماما یہ میرے کتنے کام کر دیتی ہے۔ پلیز اسے نکالنے کا خیال چھوڑ دیں۔ ہمیں وہ کیا کہتی ہے۔ اپنے کام میں مگن رہتی ہے

ہمیشا سے چوری فون کرتی جب وہ مس بیل مارتی

ہمشانے اسے کہا، باجی یاسمین کیا آپ کے شوہر کا کوئی جڑواں بھائی بھی تھا

میں نے اس جیسا اپنے سسرال میں ملازم دیکھا ہے

ہمیشا اس شخص کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ مگر یاسمین نے کہا، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔

ہمشتا پریشان ہو گئی۔ سوچنے لگی ضرور دال میں کچھ کالا ہے

ہمشاکو اس لیے بھی شک گزرا کہ وہ اسے دیکھ کر چونک سا گیا تھا اور جلدی وہاں سے چلا گیا۔

مگر ہمیشہ ابھی اتنی مصروف ہو گئی شادی کی وجہ سے کہ بابا سائیں نے شاپنگ کرنے کی ذمہ داری اسے سونپ دی۔

چچا سائیں نے بھی اسے کہا، کہ میری بیٹی کی شلپنگ بھی وہی کرے گی

سب کو لگتا تھا کہ چھوٹی آپا احتجاج کرے گی مگر اسے بچہ نہ پیدا کرنے کا سنکر ایسا غم لگا کہ وہ کھوئی کھوئی اور اداس رہنے لگی۔ سوائے بڑی آپا کے کوئی اس کے غم کو نہ جانتا تھا۔ ایک طرح سے سب نے اس کے دخل اندازی نہ کرنے پر شکر ادا کیا۔

بڑی آپا اسے بہت تسلیاں دیتی کہ حوصلہ رکھ اور قسمت کے لکھے پر شاکر رہ۔ دیکھنا تجھے صبر کا
 کتنا اچھا پھل ملے گا

بابا سائیں نے بازل کو حکم صادر کر دیا کہ دونوں گھروں کی شلپنگ اپنی دونوں بہنوں کو اور استانی کو ساتھ لے جا کر شلپنگ کرو۔

سب کچھ استانی کی پسند سے ہونا چاہیے۔ وہ شہری چھوری ہے اچھا ہی لے گی۔ اور اسے بھی گھر کی عورتوں کے ساتھ اتنے ہی کپڑے لے کر دینا۔ وہ بڑے کام کی چھوری ہے

بازل نے بہت احتجاج کیا کہ اسے ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے وہ ملازمہ ہے اسے اس کی اوقات سے بڑھ کر اہمیت نہ دیں

مگر بابا سائیں نے ڈانٹ کر منع کر دیا

ہمیشا کو اسے ملازمہ کہنے پر بہت غصہ آیا

اس نے موقع پا کر کہا، کہ وہ اب شاپنگ پر ساتھ نہیں جائے گی

بازل نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا، کیوں تم اپنی سوکن کی شاپنگ کرنے سے جیلسی فیل کر رہی ہو کیا؟

ہمیشا غصے سے بولی، جہلیس ہوتی ہے میری جوتی

اب میں ضرور جاؤں گی اور ہر چیز اپنی پسند سے لوں گی

وہ پھر طنزیہ انداز میں مسکرا کر بولا، کہیں تمہیں مجھ سے محبت وبت تو نہیں ہو گئی

وہ غصے سے بولی، شکل دیکھی ہے کبھی اپنی۔ مجھے تم سے نفرت ہے شدید نفرت

تم نے مجھے اپنوں سے دور کیا۔ میری زندگی برباد کر دی

۵۰. پھر زور سے ہنسا

وہ اس کے ہنسنے سے چڑ کر بولی، تم کیا سمجھتے ہو کہ تم نے مجھے برباد کر دیا اور میں ساری زندگی

روتی دھوتی تمہارے رحم و کرم پر پڑی رہوں گی تو یہ تمہاری بھول ہے۔ میں بہت جلد تم سے

خلع لے کر چھٹکارا حاصل کر لوں گی انشاء اللہ

وہ پھر ہنسا، خواب دیکھتی رہو۔ ان پر کوئی پابندی نہیں

یہ کہہ کر وہ چل پڑا

برہی آیا اور چھوٹی آیا دونوں ساتھ شاپنگ پر گئیں

بازل خود گاڑی ڈرائیور کر رہا تھا

بڑی آیا آگے بیٹھی ہوئی تھی

چھوٹی آیا اور ہمیشہ پیچھے

بازل سپاٹ چہرہ بنائے اسے غصے سے دیکھتا

ہمیشا پرواہ ہی نہ کرتی

چھوٹی آیا نے کوئی چیز اپنی پسند سے نہ لی۔ سب ہمیشا نے پسند کیا۔

بڑی آیا تعریفیں کرتی رہیں

بازل کے کپڑے بھی ہمیشہ نے پسند کیے۔ اور گھر کے مردوں کے بھی

بازل کو اندر سے اس کا اپنے لیے چیزیں پسند کرنا اچھا لگ رہا تھا مگر بظاہر احتجاج کر رہا تھا

وہ کافی حیران ہو رہا تھا کہ وہ اس کی پسند کے مطابق پسند کر رہی تھی۔ اس کی چوائس اس سے

کافی میچ کھا رہی تھی

کوئی بھی ایسی چیز اس نے پسند نہ آئی ہو۔ وہ دل میں اس کی پسند کی داد دے رہا تھا

ایک دن شاپنگ کے دوران اسے اپنی پڑوسن نظر آگئی۔ وہ اس سے چھپتی چھپاتی نکلنے لگی۔

بازل نے وجہ پوچھی تو اس نے اشارے سے آہستہ سے بتایا کہ وہ اس کی پڑوسن ہے

بازل پڑوسن کو دیکھ کر حیران ہوا کہ اس گلی محلے میں اتنی امیر سی عورت رہتی ہے کیا۔ جو

دُھیروں شاپنگ اٹھائے باہر نکل رہی تھی

چند دنوں میں شاپنگ مکمل ہو گئی

وہ پہلے شہر والے گھر جاتے پھر وہاں سے جاتے

گاہوں سے ملازم وہاں رکھے ہوئے تھے جو کھانا وغیرہ تیار کر دیتے

بازل کا روم دیکھ کر ہمشا نے سوچا، ویسے اس بندے کی چوائس تو اچھی ہے

ہمشا وہاں پر ملازموں کو ہدایتیں دیتی

بلازم اس کی سنتے

..جو وہ کھانا کہتی، وہ وہی پکا کر رکھتے

کھانے میں بھی ہدایتیں دیتی

صفائی ستھرائی اور میلے کپڑے دھلوا کر استری کا حکم دیتی

اس نے بازل کے کافی کام سنوار دیے تھے

بڑی آیا اسے دیکھ کر سوچتی، کاش یہ میرے بھائی کی دولہن ہوتی

چھر سرد سانس بھر کر دل میں ہنستی، جھلا ایسا ممکن ہو سکتا ہے کیا

شادی سادگی سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا

بازل کو سر پر سے وار کر پیسے پھینکنا اور پھر انسانوں کا فرش سے چننا انسانیت کی توہین و تذلیل

لگتا تھا

سب کو کہتا

تو صدقہ اور خیرات ایسے دیں گے تو کیا وہ تکبر میں شمار نہ ہو گا۔ اسی لیے تو مصیبتوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ توبہ کرنی چاہیے

ایک بچی کی آنکھ ضائع ہو گئی تھی

بابا سائیں کو اپنے اس لاڈلے بیٹے اور لاڈلی بیٹی کی قسمت کا بہت دکھ تھا۔ وہ اندر سے دکھی تھی

وہ سوچتے تھے کہ بازل سائیں شاید ٹھیک ہی کہتا ہے

میری بیٹی کی زندگی برباد ہو گئی

شاید بڑے بیٹوں کی شادیوں پر انہوں نے اسی طرح نوٹ پھینکے تھے

اس وقت بھی وہ منع کرتا تھا مگر اس کی وہ سنتے نہ تھے۔ اب وہ اس کی سننے پر مجبور تھے

استانی بچوں کو ایسی باتیں سمجھاتی تھی کہ وہ بھی ہماری طرح کے انسان ہیں۔ اگر ہم ان کی جگہ

ہوتے تو ہمیں کتنا بُرا لگتا

اگر وہ غریب پیدا ہوئے ہیں تو اس میں ان کا کیا قصور

وہ موٹی اور سانولی تھی۔ ہمیشہ کو دھچکہ لگا۔ مگر جب اُس سے ملی تو کافی حیران ہوئی۔ وہ بہت
بااخلاق عورت تھی

، اُس سے بہت تپاک سے ملی

بہت سمجھدار اور دور اندیش عورت تھی۔ اُس نے اس کی شاپنگ کی بہت تعریف کی اور بہت
شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اسے سب بہت پسند آیا ہے

اُس نے اُس کی بہت آؤ بھگت کی

اُس نے کہا آؤ میرے ساتھ میرے کمرے میں بیٹھو

وہ اسے اپنے کمرے میں لے گئی۔ اس سے التجایا لہجے میں آنکھوں میں آنسو بھرے دکھی لہجے میں
بولی، تم ایسا کچھ گُر بتاؤ کہ میں اپنے شوہر کو خوش کر سکوں

نہ میں خوبصورت ہوں نہ گوری چٹی، نہ ہی پڑھی لکھی

کاش ہمارے والدین اپنی اولاد کے لیے ڈھیروں جاہیدادیں بنانے کے بجائے ان کو تعلیم
دلواتے۔ یہاں لڑکیوں بے چاریوں کو کیا لڑکوں کو بھی تعلیم کی طرف راغب کرنے کا شعور نہیں
ہے۔۔۔ جو اپنی مرضی سے جتنا پڑھتا رہے کافی ہے

اتنے میں ملازمہ چائے وغیرہ لے کر آگئی

سچائی اگر مجھے بتا دو تو ہم آپس میں بہت اچھا وقت گزاریں گے

کیونکہ تمہارے بارے میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ وہ استانی بازل سائیں کی رکھیل ہے۔ ہمشا کا یہ لفظ سن کر خون کھول گیا۔ اور غصے سے اُس نے اُسے ساری سچائی بتا دی۔ اُس نے دکھ سے لمبی سانس بھری اور کہا، مجھے بہت افسوس ہوا۔ مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ یہ ایک نیک اور شریف النفس انسان ہے۔ اب تربیت ایسی ہوئی، ماحول ایسا ملا تو وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوا۔

وہ تُم سے پیار کرتا ہے اسی لیے نکاح کیا

ہمشا نے صفائی دیتے ہوئے کہا کہ وہ پیار میں اسے نہیں لایا ضد میں لایا تھا۔ جو لڑکی اسے لوٹ رہی تھی اسے سبق سکھانے کے لیے۔ اُس نے تو کبھی اُسے دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ بڑی رسائیت سے بولی، مگر اب وہ تمہیں پیار کرتا ہے۔ اور تُم بھی۔ میں تُم دونوں کے درمیان آرہی ہوں، پر یقین مانو میں تم سے کبھی مقابلہ بازی نہیں کروں گی۔ میں اسی میں شکرگزار رہوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا جیون ساتھی بنا کر سارے خاندان میں عزت بخش دی۔ ورنہ تو میں سمجھتی تھی کہ خاندان کے لوگ مجھے اپنا تے نہیں تھے۔ میری تو کبھی شادی ہی نہیں ہوگی۔ تُم دونوں کا آپس میں اچھا جوڑ ہے۔

ہمشانے اسے دو ٹوک الفاظ میں کہا، نہ تو وہ مجھ سے پیار کرتا ہے میرا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میں تو اس سے نفرت کرتی ہوں۔ جلد اس سے خلع لے کر چلی جاؤں گی۔ اپنی زندگی برباد نہیں کروں گی۔

وہ وثوق سے بولی تم غصے میں ہو اس لیے تمہیں احساس نہیں ہے کہ تم اسے پیار کرتی ہو۔ مہربانی کر کے اسے چھوڑنا نہ۔ تم بھی اس کے بغیر نہیں رہ پاؤ گی

ہمشاکو رکھیل والی بات پر سخت غصہ آ رہا تھا۔ وہ رات کو لیٹی سوچتی رہی کہ اس نے تو لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود کبھی کسی کی طرف دھیان نہیں دیا۔ نہ کسی سے دوستی کا سوچا۔

اب اتنا بڑا الزام اُف تو بہ

وہ واپس اپنے گھر بھی کیسے جائے

ویسے وہ آرام سے ادھر سے نکل تو سکتی ہے سب اب اس پر بھروسہ کرتے ہیں

بازل بھی مطمئن ہو گیا ہے

بازار سے بھی میں آرام سے جا سکتی تھی۔ مگر گھر والے بھی تو قبول کریں۔ اسے خلع دلوانے میں اُس کی مدد کریں

یاسمین باجی نے بھی کسی دوسرے فون سے فون کر کے مختصر کہا، کہ اب وہ اس سے بات نہیں کر سکتی بتائی کو شک ہو گیا ہے پلیز مجھے اس گھر میں رہنے دو

اور اس لڑکے کا بھی کچھ نہ بتایا جو اُس کے شوہر کا ہم شکل تھا

دوبارہ وہ بھی نظر نہیں آیا

ہمیشا نے سوچا، صرف نکاح نامہ پرس میں رکھے اور موقع پا کر ہی یہاں سے نکل جائے۔ وہ رو دھو کر تاپا کو منالے گی۔

شادی اگرچہ سادگی سے ہو رہی تھی صرف قریبی رشتے داروں کو ہی مدعو کیا گیا تھا۔ وہ بھی اتنے زیادہ تھے کہ رش لگا ہوا تھا

مہندی کا فنکشن نہیں کرنا چاہتا تھا بازل

وایسے کافی دنوں سے ڈھولک بج رہی تھی۔ اور خوب رونق تھی۔ کافی رشتے دار گھر میں موجود تھے۔ ابھی تک ہمشاکو نکلنے کا موقع میسر نہیں آیا تھا۔ باہر بہت مرد تھے۔

صبح ہوئی

آج بازل کی بارات تھی

۲. دولہن کو تیار کرنا تھا

بازل سے سامنا ہوتا تو وہ اُس کی طرف مسکرا کر فتح یاب نظروں سے دیکھتا

کھانا شروع تھا اور عورتوں کے کھانے کا انتظام گھر سے قدرے دور کھلی جگہ ٹینٹ لگا کر کیا گیا تھا وہ سب کے ساتھ ادھر آئی۔ بڑی آپا ملنے ملانے میں مصروف تھی۔ اُس نے انہیں مطمئن کر دیا کہ وہ ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں

اکثر گاؤں کی عورتیں اُسے نظریں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں اور آپس میں چہ میگوئیاں بھی کر رہی تھیں۔ کچھ کی آوازیں اُس کے کانوں میں بھی پڑ رہی تھیں کچھ کہہ رہی تھیں۔ اُس موٹی کالی بھینس سے بہتر تو یہ استانی تھی۔ اس سے کر لیتا۔ دونوں کا جوڑ بھی تھا۔

ایک آہ بھر کر بولی، برادری سے باہر کرتے جو نہیں ہمشا کھانے کے دوران ایک قریبی گھر والوں سے ہاتھ روم کا پوچھ کر کپڑے بدلنے چلی گئی۔ وہ گھر والے اسے عزت دے رہے تھے۔ چائے کی آفر کر رہے تھے۔ اُسے کپڑے بدلتے دیکھ کر حیران ہوئے۔

ہمشا نے کہا، وہ شادی والے کپڑے زیادہ دیر تک نہیں پہن سکتی۔ اتنے میں کسی نے اُسے چائے کا کپ پکڑا دیا۔ اُس نے جلدی سے پکڑ لیا۔ اور جلدی جلدی پینے لگی۔

سر رات کے جاگنے کی وجہ سے بھاری ہو رہا تھا
ادھر سے ہی وہ موقع لگا کر نکل سکتی تھی
بازل کے گھر کے سارے ملازم اُسے جانتے تھے
وہ چائے پی رہی تھی۔ گاؤں کی بچیاں اُسے پُرشوق نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں
وہ مسکرا کر جوابی انہیں دیکھ رہی تھی
اتنے میں ایک ٹین ایج کا لڑکا اپنی موٹر سائیکل نکال رہا تھا
ہمیشہ نے کپ جلدی سے بچی کو پکڑا کر پوچھا، سنو بیٹا کدھر جا رہے ہو
وہ تھوڑا حیران ہوا اور بولا، وہ دادی کی شکر کی دوائی ختم ہے۔ وہ لازمی چاہیے
ٹھہرو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ آجکل نقلی دوائی بھی ملتی ہے مجھے اصلی کی پہچان ہے
پاس کھڑی اُس کی ماں بولی، ہاں لے جا انہیں
وہ بولی، میں نے بھی اپنی لانی تھی اچھا ہے
ایسا ہے کہ بڑی آپا وغیرہ کسی کو نہ بتائیے گا۔ وہ پریشان ہو جائیں گی
میں جلدی سے آ جاؤں گی واپس
اُس نے ماسک پہنا۔ عینک لگائی جو کالی اور بڑی تھی۔ باقی جسم اور منہ چادر میں لپیٹ لیا۔ پرس
چادر میں چھپا لیا

اُس کے ساتھ بیٹھ کر بولی، راستے میں کسی سے ملنے رکنا نہیں۔ جلدی چلو میں نے دوائی کھانی ہے۔ جو ابھی لینی ہے۔

وہ اُس کے ساتھ جا رہی تھی کچھ لوگ اُسے اشارے سے پوچھ رہے تھے کدھر مگر وہ اُس کی ہدایت کے مطابق کچھ نہ بولا۔

وہ راستے میں اُس سے پوچھنے لگی، سنو ادھر سے کوئی رکشہ یا ٹیکسی مل سکتا ہے۔ وہ دوائی لگتا ہے بڑے شہر سے ملے گی۔

کیا تم کوئی بندوبست کر سکتے ہو۔

پھر اُس نے چند ہزار کے نوٹ اس کو پکڑا کر کہا، جتنی جلدی ہو سکے مجھے کسی بس اسٹاپ پر ہی پہنچا دو۔ اور کسی کو کچھ مت بتانا۔

لڑکے نے کچھ حیران ہو کر خوشی سے نوٹ پکڑ لیے۔

اس نے کہا، میں آپ کو بس اسٹاپ پر پہنچا دیتا ہوں۔

وہ بولی، جلدی کرو شاباش۔

وہ تیز اسپید سے چلانے لگا۔

جلد ہی بس اسٹاپ آگیا۔ ساتھ ہی کچھ رکشے والے کھڑے ہوئے تھے۔

ایک دو سو اس نے پوچھا مگر وہ اتنی دور جانے کے لیے نہ مانے۔

بس میں جانا خطرہ تھا

وہ دل میں بہت دعائیں کر رہی تھی

اتنے میں اُسے وہی یاسمین باجی کے شوہر کا ہم شکل نظر آگیا جو رکشہ لیے کھڑا تھا۔ وہ جلدی سے بغیر کچھ بولے بیٹھ گئی اور پریس سے پن نکال کر چادر کے اندر سے اُس کی گردن پر پیچھے سے رکھتے ہوئے بولی، جلدی چلو ورنہ میں شور مچا دوں گی کہ تُو نے مجھے چھیڑا ہے۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی بس جلدی سے مجھے شہر لے چلو۔ اس کام کا تمہیں بہت معاوضہ ملے گا۔

پھر اسے دوسرے ہاتھ سے چند ہزار کے نوٹ پکڑا کر بولی، تسلی رکھو

وہ جو پہلے ڈرا ہوا تھا پھر قدرے آرام سے بیٹھتے ہوئے بولا، جی باجی آپ جدھر کہیں گی میں پہنچا دوں گا۔

آپ یہ گردن سے پسٹل تو ہٹا دیں

ہمشانے مسکرا کر پن پرس میں ڈال دیا۔ رکشہ چل رہا تھا

ہمیشا نے پوچھا، پٹرول تو کافی ہے نا

وہ بولا جی جی فل ہے مگر شہر کے لیے ناکافی ہے۔ راستے میں ڈلوانا پڑے گا۔

ہمشانے کہا، فکر نہ کرو میں ڈلوا دوں گی پٹرول۔ واپسی کا خرچہ بھی دوں گی

۱۰. اتنے میں اسکا فون بچا

ہمیشا نے کہا، کوئی کال نہیں اٹھانی

وہ بولا، ٹھیک ہے باجی میں فون ہی بند کر دیتا ہوں

اگے پٹرول پمپ آیا اور ہمیشا نے اسے پھر چند ہزار کے نوٹ پکڑا کر کہا، یہ لو اور باقی کوئی جو س اور چسپ وغیرہ لے آو میرے اور اپنے لئے

وہ خوشی سے چل پڑا۔ چند جوسز اور چپس وغیرہ لا کر شاہر اسے پکڑا کر بقایا پیسے دینے لگا تو ہمیشا نے کہا، رہنے دو۔

اس نے خوشی سے جیب میں ڈال دیے

جوں ہی اس نے رکشہ اسٹارٹ کیا، ہمیشا نے کہا، ایکدم ہمیشا نے اسے پوچھا، تُم یاسمین باجی کے ساتھ کیوں دھوکہ کر رہے ہو۔

رکشہ رش سے گزر رہا تھا

یکدم جیسے وہ چونکا اور رکشہ سلو کر دیا

ہمیشا نے اُسے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر تُم نے سب سچ نہ بتایا تو میں شور مچا دوں گی اور الزام لگا دوں گی۔ جو پیسے دیے سب واپس لے لوں گی

اگر سچائی بتا دو گے تو کچھ نہیں کہوں گی اور مزید رقم دوں گی

وہ بولا، آپ یا سمین کو کیسے جانتی ہیں

بہمشا نے کہا، اُسے میرے تایا لائے تھے اور وہ ہمارے گھر میں ملازمت کرتی ہیں

وہ ایک لمبی سانس کھینچ کر بولا، دیکھیں باجی اگر آپ کے تایا کو پتلا لگ گیا تو میری خیر نہیں

ہمشانے کہا، اگر تم نہ بتاؤ گے تو تمہاری خیر نہیں

بھروسہ رکھو میں کسی کو نہیں بتاؤں گی بس جلدی سے سچ بتا دو اب

وہ ایک آہ بھر کر بولا، ہم غریبوں کو اپنے گھر والوں کے لیے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے

آپ کے تایا کے آفس میں ایک گارڈ ملازم تھا

تایا اسے کافی اچھا سمجھتے تھے۔ ایک دن تایا نے اُس سے پوچھا کہ تمہارے گاؤں میں سے کوئی

ایسی عورت مل سکتی ہے جس کے آگے پیچھے کوئی نہ ہو۔ مجھے ایک تو بیٹے کے لیے اُس سے

خفیہ نکاح کرنا ہے اور اُسے گھر میں اپنی ماں کی دیکھ بھال کے لیے ملازمہ رکھنا ہے

اگر کوئی ایسی مل سکے

گارڈ نے یا سمین باجی کے باپ سے بات کی اور سب بتایا

وہ اور یا سمین اکیلے رہتے تھے

ماں فوت ہو چکی تھی۔ اس کا باپ بیمار رہتا تھا۔ بیٹی باپ کے لیے شادی نہیں کر رہی تھی۔ عمر

گزر رہی تھی تنیس سے اوپر کی ہو چکی تھی

کوئی ایسا رشتہ دار بھی نہ تھا جو اُسے رکھ سکتا

باپ نے یاسمین کو سمجھا بجھا کر کہ شہر کے ایک بڑے گھر میں چلی جائے گی۔ اگر وہاں ساری زندگی ملازمہ بن کے بھی رہی تو تب بھی تسلی ہوگی کہ اپنے گھر میں ہے

یاسمین بہت سلجھی ہوئی اور سمجھدار عورت ہے۔
مان گئی

میں ان کا دور کا رشتہ دار تھا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ مجھے کچھ رقم کے لالچ میں اُس کا شوہر بنایا گیا کہ وہ اُسے شہر چھوڑنے جائے گا پھر اُس کے مرنے کا ڈرامہ ہوگا

آپ کے تایا نے اُس سے نکاح کیا اور جب تک بچہ کنفرم نہ ہو جائے وہ باپ کے گھر ہی رہے گی

آپ کے تایا اُدھر نکاح کر کے جاتے اور انہیں سپورٹ کرتے

تایا نے یاسمین کو اپنی مجبوری بتادی تھی کہ میری بیوی میری ماں کی بھانجی ہے اور وہ اُس سے بہت پیار کرتی ہیں اور شروع سے ہی میری ماں کا گھر پر راج رہا ہے۔ باپ کے بجائے ماں کا حکم چلتا ہے۔ میری دو ہی بیٹیاں ہیں۔ ڈاکٹر نے بتا دیا کہ میری بیوی اب ماں نہیں بن سکتی۔ لوگ اکثر میری ماں کو کہتے ہیں کہ بیٹے کی دوسری شادی کروا دو مگر وہ نہیں مانتیں

مجھے بھی بہت لوگ کہتے ہیں اور رشتہ بھی دینے کو تیار ہیں مگر مجھے ایسی بیوی چاہیے جو میری
مجبوری کو سمجھے۔

یاسمین نے اُن کو تسلی دی کہ وہ ساری زندگی کبھی کوئی حق نہیں مانگے گی ایک ملازمہ کی حیثیت
سے ہی رہے گی اور زبان نہیں کھولے گی۔ بس بچے کو پڑھانے کا شوق ہے۔ جو باپ کی طرح اعلیٰ
تعلیم حاصل کرے۔ آپ کے گھر کا سکون تباہ نہیں کروں گی۔ بچے کو بھی نہیں بتاؤں گی
میرے لیے اُس گھر میں پناہ ہی کافی ہے۔

رکشہ ڈرائیور نے بتایا کہ وہ شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے۔

جب بچہ کنفرم ہو گیا اور ڈاکٹر نے بیٹا بتایا تو پلان کے مطابق مجھے اُس کا شوہر بنا کر گھر لایا گیا
اور میں اُسے چھوڑ کر کام کا بہانہ کر کے آ گیا۔

دو دن بعد اُس کا باپ مر گیا اور سب کو بتایا گیا کہ اُسکا شوہر مرا ہے۔

اُسے باپ کا بتا دیا گیا۔

آپ کے تایا اُسے گاؤں لے کر آئے شام تک تدفین کے معاملات پورے کرنے کے بعد اُس
کے گھر کو میرے حوالے کر کے اُسے واپس لے آئے۔

ہمشا نے روتے ہوئے کہا، کیا یاسمین باجی میری تائی ہیں اور اُن کا بیٹا میرا تایا زاد بھائی ہے۔ میرا
اپنا خون ہے۔

ہمیشا خوشی سے پاگل ہو رہی تھی

اُس نے اُسے کہا کہ راستے سے مٹھائی لینی ہے

وہ ڈر کر بولا، او باجی ایسے خوشی منائیں گی تو اُن کو شک ہو جائے گا اور یا سمین باجی کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔

ہمیشا نے حیرت سے کہا باجی کہہ رہے ہو

وہ زرا شرمندہ ہو کر بولا، وہ تو ایک جھوٹ تھا ڈرامہ تھا میں تو ہمیشہ انہیں باجی کہتا ہوں اور بہن سمجھتا ہوں۔ اس کام کے لیے انہیں میرے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں تھا

گاہوں میں کسی کو علم نہیں کہ میں اُن کا نقلی شوہر بن کر گیا تھا
وہیے باجی آپ اُدھر کیسے

ہمیشا نے اُسے کہا، اس بات کو ٹم رہے دو

جلدی سے گھر پہنچوں، سخت تھکن ہو رہی ہے۔ گھر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ وہ اُن کے چنگل سے نکل چکی ہے۔ اب آگے بھی کامیابی ملے وہ دعائیں کرنے لگی۔

گھر پہنچ کر گھر کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئی

کانپتے ہاتھوں سے اُس نے بیل کی

رکشے والے سے کہا، تُم اب جاو دیر ہو جائے گی۔ اُسے پیسے دیے۔ اُس نے کہا، باجی رہنے
 دیں۔ مگر اُس نے زبردستی اُسے پکڑا دیے
 اتنے میں دروازہ کھلا اور تایا کی چھوٹی بیٹی اُسے دیکھ کر حیرت سے ماں کو زور زور سے آوازیں دیتے
 ہوئے بولی، ماما ماما دیکھیں کون آیا ہے

ہمیشا اندر آئی تو تائی جلدی سے پہنچ گئی۔ اور اسے دھکے سے باہر نکالنے لگی
 ہمیشا نے تایا اور دادی کو زور زور سے آوازیں دیں
 تایا تو نہ آئے البتہ دادا دادی آ گئے
 اُس نے زور زور سے یاسمین باجی کو آوازیں دیں
 وہ روتی ہوئی دوڑ کر دادی کے گلے لگی
 دادی کا خون جوش مار گیا اور انہوں نے اُسے گلے سے لگا لیا
 ہمیشا نے روتے ہوئے ساری سچائی بتا دی
 دادا نے پاس آکر کانپتے ہاتھوں سے اُسے گلے لگا کر روتے ہوئے کہا کہ شکر ہے تُو واپس آ گئی۔ ہم
 سب بہت پریشان تھے
 تائی بڑبڑائی ہم نے تو سُنکھ کا سانس لیا تھا

اتنے میں دادا نے پوچھا، بیٹی کیا تیرا نکاح نامہ تیرے پاس ہے

ہمیشا نے کہا جی دادا ابو، میں ثبوت ساتھ لائی ہوں

پھر اُس نے پوچھا، تایا کدھر ہیں

دادی اماں نے کہا کہ تُو چائے وغیرہ پی لے پھر سب بتاتی ہوں

وہ گھبرا کر پوچھنے لگی، سب ٹھیک ہے نا۔ سب کدھر ہیں

دادی اماں نے کہا، سب ادھر ہی ہیں

ہمیشا نے پریشانی سے کہا دادی مجھے ٹینشن ہو رہی ہے چائے میں بعد میں پی لوں گی۔ پہلے مجھے

بتائیں کیا بات ہے

دادی اماں نے لمبی سانس کھینچنے کے بعد بتانا شروع کیا کہ، تیرے تایا نے بہت غلط کام کیا

ہے سب کا بھروسہ توڑا ہے

ہمیشا نے چلا کر جلدی سے گھبرا کر پوچھا، کیا ہوا ہے

دادی اماں بتانے لگی کہ تیرا فون آیا تھا کہ تُو نے یاسمین کے شوہر کو دیکھا ہے

وہ یہ بات چپکے سے کچن میں تیرے تایا کو بتا رہی تھی

تیری تائی کچن میں کسی کام سے گئی تو وہ اُسے تسلیاں دے رہے تھے

بتائی نے دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر خوب شور مچایا وایلا کیا۔ یاسمین کو بہت مارا

میں نے اپنی بھانجی کو پھولوں کی طرح رکھا اور اُس نے اُسے دکھوں سے دوچار کر دیا۔ ہمشا نے صفائی دیتے ہوئے کہا، انہوں نے کوئی گناہ تو نہیں کیا۔ ایک شرعی حدود میں رہ کر ایک جاہز خواہش پوری کی ہے۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ آپ کو پوتا اور ایک اچھی فرمانبردار بہو مل گئی۔ جس نے کبھی اپنا حق نہیں جتایا۔

دادی غصے سے بولی، بس کرتایا کی چچھی

ایک نوکرانی کے لیے اپنی تائی کو پیچھے کر رہی ہے۔ بجائے کہ تائی کے دکھ کو بانٹے

بڑی مشکل سے اُسے منا کر میکے سے واپس لائی ہوں

ہمیشا بڑبڑا کر بولی، تائی میں خوبی کون سی ہے قد چھوٹا اور زبان لمبی

میرے تایا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وہ مڈل پاس بھی نہیں

دادی نے کہا اسی لئے تو اپنی بھانجی کو بیاہ کر لائی ہوں کہ بیٹا اتنا پڑھا لکھا، اچھا کماتا ہے تو کسی

اور لڑکی کو تخت پر بٹھا کر راج کرنے سے اپنی بھانجی کو راج کیوں نہ کراوں

ہمشا طنزیہ بولی، بیٹا بے شک پُل صراط پر چلتا رہے بس بھانجی خوش رہے

میں بتایا کے پاس جا رہی ہوں کدھر ہیں بتایا

ملازمہ چائے کی ٹرالی لے آئی

ہمیشا نے کہا، میں مہمان نہیں ہوں۔ مجھے میرے کپ میں چائے لاکر دو۔ بتائی سے پوچھو کدھر ہے کپ میرا۔

ورنہ یہ ٹرائی میں تمہارے سر پر الٹ دوں گی۔

بتایا کدھر ہیں کوئی کیوں نہیں بتا رہا۔

دادا بولے، وہ کمرے میں ہے بیمار ہے۔

ہمیشا تڑپ کر بولی، کیا ہوا انہیں، آپ لوگوں نے ہی ٹینشن دے کر بیمار کیا ہوگا۔

اتنی دیر سے کوئی اُن کے پاس نہیں گیا۔

دادی بولی، دن رات کے لیے آفس سے لڑکا لایا ہوا ہے۔

ہمیشا غصے اور دکھی لہجے میں بولی، بہت افسوس ہے۔ گھر والے دیکھ بھال نہیں کر سکتے۔

بتایا کی چھوٹی بیٹی بار بار چکر لگا رہی تھی اور ساری باتیں سُن رہی تھی۔

بتائی بھی ملازمہ کو چائے کا کہہ کر چکر لگا رہی تھی اور سب سُن رہی تھی۔

بتائی کی بیٹی نے ہمیشا کا کپ ڈھونڈ کر ملازمہ کو دیا۔

ہمیشا بتایا کے کمرے میں بغیر کھٹکھٹائے جلدی سے اندر چلی گئی۔

لڑکا سو رہا تھا صوفے پر۔

ہمیشا بتایا کے قریب گئی وہ بہت کمزور اور لاغر لگ رہے تھے۔

وہ لڑکے کو زور سے چلا کر بولی، تُم ادھر سونے آئے ہو یا ان کی دیکھ بھال کرنے

وہ حیران ہوتا ہوا ہڑبڑا کر اُٹھا

ہمیشا نے کہا، میں اب آگئی ہوں تُم ابھی جاو کمرے سے جب بلاؤں گی تو آ جانا

وہ تیزی سے باہر نکل گیا

ہمیشا تایا پر جھکی روتے ہوئے بولی، میں آپ سے سوری نہیں بولوں گی۔ کیونکہ میں بے قصور

ہوں۔ میں دوہائی دیتی رہی کہ میں قید میں ہوں۔ مگر کسی نے میری بات کا یقین نہیں کیا۔ بس

تائی نے اپنا عرصے کا حسد نکالا اور سب نے یقین کر لیا

اگر میری جگہ تائی کی بیٹی ہوتی تو وہ پھر بھی ایسا کرتی۔ ہنگامہ مچا دیتی رو کر کہ مجھے میری بیٹی

چاہیے۔ چاہے عزت سلامت ہو یا نہ ہو

ادھر اللہ تعالیٰ نے میری عزت محفوظ رکھی

اگر میرے والدین زندہ ہوتے تو شاید وہ میری بات پر یقین کر لیتے اور مجھے ڈھونڈ نکالتے

بتایا شرمندہ ہو کر آنسو بہا کر ہاتھ جوڑ کر اُس سے معافی مانگنے لگے

ہمیشا نے تڑپ کر اُن کے ہاتھوں کو چوما اور بولی، میں جانتی ہوں آپ مجھ سے بہت پیار کرتے

ہیں اور مجھ پر یقین بھی تھا مگر دادی اور تائی سے دُرتے تھے بزدل تھے

وہ گردن اثبات میں ہلانے لگے

ملازمہ چائے لے کر آگئی۔

ہمشا نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا، کھٹکھٹاے بغیر مت آنا دوبارہ

تایا کی بیٹی اور تائی مسلسل چکر کاٹ رہی تھیں

ہمشا نے تایا کے سر کو چوما اور انہوں نے بھی اُس کے ہاتھوں کو لرزتے ہوئے پیار کیا اور

شفقت سے مسکرا کر پیار سے ہاتھ پھیرا اور چائے پینے کا اشارہ کرنے لگے

ہمشا نے جلدی سے چائے پی اور ساتھ کچھ جلدی جلدی کھایا کیونکہ اُسے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔

پھر کھا کر فارغ ہو کر بولی، ہاں اب بتائیں آپ بیمار بن کر کیوں لیٹے ہوئے ہیں۔ میں مٹھائی لائی ہوں آپ کے بیٹے کی خوشی میں

ابھی تک میں اپنی چھوٹی تائی اور بھائی سے نہیں ملی

اور آپ بتائیں کہ کیا ہوا۔ مختصر بتائیں

ہمشا نے ڈرائیور والی ساری بات بتا دی

وہ کمزور سے لہجے میں آہستہ آہستہ بولنے لگے کہ سب نے بہت بُرا منایا۔ بیوی نے میکے والوں کو

فون کر کے رکشہ لے کر میکے چلی گئی

میکے والے آکر گرجنے لگے

یا سمین کو تمہاری تائی بہت پیٹ کر گئی تھی

بمشکل میں نے اسے لان میں چھوٹے سے کمرے میں رہنے بھیج دیا

اُس کا سامان وہاں شفٹ کر دیا

وہ وہاں بُری حالت میں گرمی میں رہ رہی ہے۔ بیٹا بمشکل سکول جاتا ہے

میری ماں نے مجھے چھوڑ دیا۔ بھانجی کو اپنے کمرے میں سلاتی ہیں

میں بیمار ہوا کسی نے نہ پوچھا، آخر میں دفتر سے ملازم لڑکا لے آیا وہ بھی خاص توجہ نہیں دیتا

وہ بولی، ہاں میں دیکھ چکی ہوں۔ بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں اور واش روم جانے کے خود

قابل ہو جائیں تو پھر اس کی چھٹی کر کے میں خود آپ کی دیکھ بھال کروں گی۔ اور یا سمین اور بچہ

آج رات ہی ادھر اپنے روم میں لے آؤں گی اور جب آپ ٹھیک ہو جائیں تو یا سمین باجی آپ

کے روم میں آجائے گی میں دیکھتی ہوں کون روکتا ہے مجھے

بتایا خوش ہو کر بولے، بیٹی تُو اکیلی ہے کچھ نہیں کر سکتی

وہ ایکدم جوش سے بولی، مجھے چیلنج نہ کریں۔ میں ابھی سب کچھ کر کے دیکھاتی ہوں

وہ جوش سے اٹھی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر اپنے روم میں گئی

دیکھا تیا کی بیٹی بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی

ہمیشا نے چلا کر کہا، تم ادھر کیا کر رہی ہو

وہ ہکلا نے لگی

جھٹ تائی اندر آکر بولی، یہ اب اس کا کمرہ ہے

ہمیشا کمرے سے نکلی، تایا کے ملازم کو کچھ ہزار کے نوٹ دے کر کہا، جیسا میں کہوں کرو گے یا

میں یہ پیسے کسی اور کو دے کر کروا لوں۔ وہ جھٹ بولا جی میں کروں گا

ہمیشا نے اُسے کہا کہ میرے ساتھ آؤ

پہلے وہ یاسمین کے پاس گئی۔ ادھر بہت گرمی تھی۔ اور ایک چھوٹا پنکھا چل رہا تھا

بیٹا بھاگ کر خوشی گلے لگ کر روتے ہوئے بولا، ہمیشا آپی، میں آپ کا بھائی ہوں۔ تایا میرے فادر

ہیں۔

ہمیشا نے اُسے پیار کرتے ہوئے روتے ہوئے کہا کہ تُم نے ہم سب کے بھائی کی کمی پوری کر

دی ہے

اب فکر نہ کرو تُم لوگوں کو تمہارا حق دلا کر رہوں گی انشاء اللہ

پھر یاسمین سے گلے لگتے ہوئے بولی، چھوٹی تائی صاحبہ آپ تو چھپی رستم نکلیں

وہ شرمنا کر اُسے بے تحاشا چومنے لگی

وہ روتے ہوئے بولی، دنیا میں ایک تُم ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا سہارا ہو

تمہیں دیکھ کر ہم اپنی ساری تکلیفیں بھول گئے ہیں

بہمشانے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا کہ اب بس رونا دھونا ختم

اب خوشیوں کے دن شروع

پھر اس لڑکے کو بلا کر ہدایت دی کہ انکا سارا سامان اٹھا کر سنٹور میں لے چلو

یا سمین کچھ گھبرا کر بولی، کیا کر رہی ہو

ہمشانے تسلی دینے والے انداز سے کہا، یاسمین باجی، پلیز اپنے حق کے لئے لڑنا سیکھیں

وہ آہستہ سے بولی، میں کمزور سی عورت کیسے سب کا مقابلہ کر سکتی ہوں

وہ بولی، دیکھو اگر کوشش کرنا ہی نہیں چاہو گی تو کوئی تھالی میں سجا کر تمہیں تمہارا حق نہیں دے

6.

وہ دیکھو تمہارا بارہ سال کا بیٹا ہے شاید

وہ مسکرا کر بولا، آپنی ماما بہت ڈرتی رہتی ہیں

میں کہتا ہوں نہ ڈریں مجھے مقابلہ کرنے دیں

وہ ڈر کر بولی، کیسے اپنے اکلوتے بیٹے کو دشمنی میں ڈال دوں

ہمیشا نے مزاق والے انداز میں کہا، اُس دو فٹ کی تائی سے ڈرتی ہو تمہاری ٹانگ جتنی ہے

اور بوڑھی دادی کیا کر سکتی ہے

شوہر تمہارا بزدل ہے مگر تم تو بہادر بنو

بیٹے کو بھی بزدل نہ بناو۔ ورنہ تمہاری طرح روتا رہے گا اور دنیا رلاتی رہے گی۔
 بچہ بولا، مجھے کسی کو کچھ کہنے نہیں دیتی ہیں۔
 ہمشا نے کہا، اف کتنی گرمی ہے ادھر کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔ تو بہ آپ کیسے ادھر رہتی تھیں۔ اب
 ایک منٹ بھی ادھر نہیں رہنے دوں گی چلو جلدی چلو۔
 یاسمین جھجکتے ہوئے اندر آئی۔ بچہ خوش تھا۔
 اتنے میں تائی غصے سے آئی اور شور کرنے لگی۔
 خالہ جی جلدی آئیں دیکھیں یہ کیا ہو رہا ہے۔
 دادا دادی دونوں جلدی سے باہر آئے۔
 بتایا بھی آہستہ آہستہ چلتے باہر آگئے۔
 تائی یاسمین کو مارنے لگی تو اسکا بیٹا ماں کے آگے کھڑا ہو گیا کہ کوئی میری ماں کو ہاتھ نہیں
 لگائے گا۔
 سب اُسے حیرت سے دیکھنے لگے۔
 بتایا مسکرا کر بولے، شاباش میرے بیٹے۔
 پھر قریب آکر بولے، باپ سے زیادہ تو تم بہادر نکلتے۔
 اور اونچی آواز میں بولے، یاسمین آج سے میرے روم میں رہے گی۔

ہمیشا خوشی سے بولی، گڈتایا جی

وہ ملازم لڑکے سے بولے، اسکا سامان میرے روم میں رکھو

تائی کی بیٹی نے ہمیشا کے آتے ہی اپنے ماموں وغیرہ کو فون کر دیا تھا

تائی دھمکی والے انداز میں بولی، فکر نہ کرو میرا بھائی اور بھابھی اور والدین آرہے ہیں۔ دیکھو کیسے
ان لوگوں کو دھکے دے کر نکالتے ہیں

یا سمین ڈرنے لگی

ہمیشا نے تسلی دی

اتنے میں وہ لوگ غصے سے بھرے اندر داخل ہوئے

بھائی اور ماں چیخ کر بولے، یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے

ماں سینے پر ہاتھ مار کر بولی، کوئی میری بیٹی کو تنگ تو کر کے دیکھاے

بھائی گرج کر بولا، ہم پر بہن بھاری نہیں ہے۔ ہمیشا کی دادی کی طرف دیکھ کر بولا، خالہ پہلے بھی

آپ کے منتیں کرنے پر بہن واپس بھیج دی تھی۔ اب یہ سب کیا ہے۔ یہ ہمیشا کدھر سے منہ

کالا کر کے واپس آگئی ہے

تایا گرج کر بولے، خبردار جو کسی نے میری بیٹی کے بارے میں کوئی غلط بات کی

ماموں حیرت سے دیکھنے لگا

تائی نے ساس کو دیکھ کر کہا، خالہ آپ بیٹے کو بولیں کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔

اسے طلاق دے یا مجھے

تایا نے کہا، میں یا سمین کو نہیں چھوڑ سکتا

تائی ساس کو غصے سے بولی، خالہ آپ کے بیٹے کی ایک بیوی ادھر رہے گی دوسری کو طلاق دینا ہوگی۔

تائی تائے کو چیخ کر بولی، آج آپ کو کسی ایک کو چننا ہو گا

تایا تحمل سے بولے، میں نے یاسمین کو چن لیا

بتائی غصے سے بولی، پھر مجھے طلاق دو

بھائی بولا، ہاں ہماری بہن کو طلاق دو

تایا نے ایک لمبی سانس کھینچی، پھر سب کی طرف دیکھا۔ بتائی ہنوز اکڑی کھڑی تھی

تائی کی ماں غرور سے بولی، پھر ہماری بیٹی کو طلاق دو

بتائی زور دیتے ہوئے بولی، اب کیا ہوا طلاق کے نام سے سانپ سونگھ گیا ہے دونا طلاق

بڑے آے۔ وہ بڑبڑائی

بتایا نے ہمیشہ سے کہا، موبائل پر مووی بناو

وہ بولی، تایا جان آپ کا بیٹا بنا رہا ہے۔ اور میں نے ملازم لڑکے کو بھی موبائل دے کر مووی بنانے کا کہا ہے۔

ماموں بولا، کیوں بنا رہے ہو اس تماشے کی مووی

تائی غرور سے بولی، پہلے تو انہیں معاف کر دیا تھا اور میں واپس آگئی مگر اب واپس نہیں آؤں گی۔ جب تک آپ فیصلہ نہیں کرتے

ہمشانے تایا کے قریب جا کر کہا، آپ کا کیا فیصلہ ہے

وہ تائی کی طرف دیکھ کر بولے، ٹھیک ہے میں طلاق دینے کو تیار ہوں کسی کو اعتراض تو نہیں۔ یا سمین کچھ بولنے لگی تو ہمشانے ہاتھ پکڑ کر تسلی دی

تائی بولی، دیں طلاق اُسے یا مجھے

تایا بولے، ٹھیک ہے تائی کی طرف دیکھ کر بولے، شمسہ میں نے تمہیں طلاق دی تین بار بول کر۔ یا سمین اور بچے کا ہاتھ پکڑ کر اندر جا کر دروازہ بند کر دیا

ہمشانے دیکھا تائی روتے روتے گرنے لگی

اُس کی ماں سینہ پیٹنے لگی۔ اور بہن کو کوسنے لگی

بہن نے رکھائی سے جواب دیا، طلاق کے ذمہ دار آپ لوگ ہیں۔ آپ اب اسے لیکر چلے جائیں

یہ اب میرے بیٹے کے لیے نامحرم ہو گئی ہے

بتایا کی بیٹی روتی ہوئی ماں سے لپٹ گئی

ہمشاکی آنکھیں بھی بھر آئیں

ہمشا نے کہا، اب جو آپ لوگ چاہتے تھے وہ ہو گیا۔ آپ پر بہن بھاری نہیں تھی۔ یا صرف باتیں ہی تھیں۔

ہمیشا نے تایا کی بیٹی سے کہا، اپنا اور ماں کا ضروری سامان جلدی ڈالو

اب کچھ نہیں ہو سکتا

وہ روتے ہوئے سامان پیک کرنے لگی

نانی نے نواسی سے کہا، زیورات اور پیسے بھی ڈال لو۔ سب قیمتی چیزیں

دادا دادی اپنے کمرے میں چلے گئے

نانی نواسی کے ساتھ قیمتی سامان بھرنے لگی۔ بہو بھی ساتھ پیکنگ میں مدد کرنے لگی۔

ناناں بھر بھر کر بیٹے کو سامان پکڑانے لگی

وہ بے زار سا شکل بنا کر بولا، اماں اتنا سامان کیوں لے کر جا رہی ہیں گھر میں اتنی جگہ نہیں ہے۔

نانی کو جب تسلی ہو گئی تو بیٹی کو لے کر چل پڑی

بتائی مرے مرے قدموں سے گاڑی میں بیٹھی

جگہ تنگ ہونے لگی تھی بمشکل پورے آئے۔ کچھ سامان پاؤں میں کچھ گود میں رکھا۔ سب کے جانے کے بعد رمشا نے تایا کو تسلی دی جو رو رہے تھے۔ دادی پر ہمشا کو حیرت ہو رہی تھی کہ وہ بیٹے کو تسلی دیتے ہوئے یا سمین کو گلے لگا کر کہہ رہی تھیں تم نے ہم سب کو بہت سکھ دیے۔ بیٹا دیا۔

وہ عورت جب سے آئی زندگی کو مشکل ہی بنائے رکھا۔ بیشک اُس کے اجر نے کا دکھ ہے مگر یہ بھی راستہ خود اُسی نے اپنے لیے چنا ہے۔ اُس کو قدرت نے سنبھلنے کا موقع دیا تھا مگر اُس نے تو میرے بیٹے کو چارپائی سے لگا دیا تھا۔ کچھ عرصہ اور رہتی تو یہ شاید مر ہی جاتا۔ کیسے ہمشا اور یا سمین نے پھر سے اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے۔ خوش رہو تم دونوں۔

ہمشا نے تایا کو دیکھا، اور بولی، تایا آپ بس چھوڑیں پریشان ہونا۔ میں مٹھائی لائی تھی وہ کھاتے ہیں۔ ہمشا مٹھائی لے آئی۔

یا سمین ساتھ سب کے لیے دودھ کے گلاس لے آئی جانتی تھی آج کوئی کھانا نہیں کھا سکے گا۔

بے دلی سے سب نے مٹھائی کھائی

بتایا کو دوا دے کر سلا دیا گیا

بتائی کے لیے قیامت کی رات تھی

آتے ہی بھائی نے کہا اتنا سامان کیوں لے آئی جگہ نہیں ہے۔ کچھ کم کرو

بھابھی نے کہا، بیٹی کا سامان لانے کی کیا ضرورت تھی یہ تو باپ کے گھر رہے گی۔ اتنی جگہ کہاں ہے۔

ماں نے بیٹی کو کوسا، کیا ضرورت تھی طلاق مانگنے کی۔ اچھی بھلی آرام سے رہ رہی تھی۔ ہمیں

فون کر کے بلا لیا۔ اور یہ چاند چڑھا دیا

بتائی سوچ بھی نہیں سکتی تھی سب اتنی جلدی بدل جائیں گے

وہ بہت بیمار ہو گئی

ہمشتائ کی بیٹی کو روز فون کرتی

ادھر یا سمین سے بتایا بھل گئے تھے خوش رہنے لگے تھے

دادی کے کہنے پر ماں بیٹے کو شاپنگ پر لے گئے

ہمیشا کو بھی کہا مگر وہ ساتھ نہ گئی بلکہ ہدایت کی کہ آپ لوگ کھانا باہر کھا کر آنا

تایا نے بیوی کو کپڑے جوتے اور سونے کا ایک لاکٹ سیٹ بھی لے کر دیا۔ یاسمین نہ نہ کرتی رہی پھر خوش ہو گئی۔

بیٹے کو اور یاسمین کو اچھا موبائل بھی لے کر دیا اور لیب ٹاپ بھی۔ اس نے کھلونے لینے سے انکار کر دیا کہ وہ اب بڑا ہو گیا ہے۔

رات کو کھانا کھا کر خوشی خوشی گھر آئے۔

دادی نے کہا، پہلی بار بیٹے کو اتنا خوش دیکھ رہی ہوں۔ کاش میں نے اس کے ساتھ زبردستی نہ کی ہوتی۔

میں اُس کی عادتوں سے تنگ پڑ جاتی تھی مگر بیٹا صبر سے نبھانے جا رہا تھا۔

دادا نے کہا، اسی لیے تو اسے اچھا پھل ملا ہے۔

ہمیشا اکثر بازل کے بارے میں سوچتی۔

بازل اپنی بیوی کے ساتھ خوش رہ رہا ہو گا۔

بڑی آپا کو اُس نے فون کر کے بتا دیا تھا کہ اب وہ اپنے گھر پہنچ چکی ہے اور اب خلع لے گی۔

بازل نے اُسے کئی فون کیے، ڈانٹا، دھمکیاں دیں کہ واپس آ جاو۔ مگر وہ مسلسل انکار کرتی رہی۔

تامی کی طبیعت بہت خراب ہوئی تو اُس کی بیٹی نے روتے ہوئے فون کیا۔

ہمیشا نے ایمبولینس بھیج کر کہا، فکر نہ کرو ہم ہاسپٹل پہنچ رہے ہیں۔

وہ راستے ہی میں دم توڑ گئی

اُس کی ڈیڈ باڈی میکے والے لے گئے

یہ لوگ افسوس کے لیے گئے تو اُن لوگوں نے بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا

پوتی کو غصہ آیا اُس نے سامان اٹھا کر باپ کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا

وہ باپ کے گھر آگئی۔ بڑی بیٹی بھی باپ اور یاسمین سے معافی مانگنے لگی

یاسمین نے کہا، میں تمہاری ماں ہوں

واقعی اس نے اُن کی ماں بن کر دیکھایا

چھوٹی بہن اور بھائی میں خوب دوستی ہو گئی

چھوٹی بہن کو پڑھنے کا شوق تھا۔ وہ یونیورسٹی جانے لگی

گھر کا ماحول بہت خوشگوار رہنے لگا

بڑی بیٹی اور داماد بھی آکر خوش ہوتے

ایک سال گزر گیا۔ بازل کا بیٹا پیدا ہوا

گاؤں میں بہت خوشی منائی گئی

چھوٹی آپا کے شوہر نے دونوں بہنوں کو باتیں کرتے سن لیا تھا کہ وہ اب ماں نہیں بن سکتی اور

وہ ماسٹر صاحب سے شادی کرنا چاہتی تھی

اُسے بہت غیرت آئی اُس نے ایک دور دراز کی رشتے دار لڑکی سے نکاح کر کے گھر لے آیا۔ سب اسے بھولا بھالا کہتے تھے کہ اس کے منہ میں زبان نہیں ہے۔ چھوٹی آپا نے غصے سے کہا، مجھے طلاق دو۔ اُس نے سب کے سامنے تین طلاقیں بول دیں۔ چھوٹی آپا میکے آگئی اور بھائی سے بولی، تُم بھی اسے طلاق دو۔ بچا نے آکر رو رو کر بیٹے کی طرف سے بہت معافیاں مانگیں۔ بازل کی بیوی نے روتے ہوئے کہا، مجھے طلاق نہ دو۔ میرا بچہ رُل جائے گا۔ سب نے بچا کو معاف کر دیا اور چھوٹی آپا غصے سے بازل کے پاس شہر چلی گئی۔ وہاں جا کر پتا چلا کہ بازل نے ماسٹر کو اپنے ساتھ کام پر آفس میں رکھا ہوا ہے۔ اس کی بیوی دوسرے بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی۔ دادی دو بچوں کو بمشکل سنبھالتی۔ بازل نے چھوٹی آپا کا نکاح پڑھوا کر ماسٹر کے ساتھ رخصت کر دیا۔ کیونکہ اس نے ایک دن دونوں کی باتیں سن لی تھیں کہ وہ پرانے عاشق تھے۔ تایا نے ہمشاک کے لیے دو پڑھے لکھے دو اچھے خاندانوں کے رشتے بتائے اور کہا کہ ایک ان میں سے سلیکٹ کر لو اور جلدی سے خلع لو۔ کب تک اسی طرح رہو گی اس گنوار کے نکاح میں۔ جبکہ پڑھے لکھے رشتے موجود ہیں۔ ان لوگوں کو تمہاری سابقہ نکاح پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ ہمیں جانتے ہیں۔

ہمشا نے سوچا، بازل کو بلا کر اس کے سامنے طلاق کا مطالبہ کروں گی اور بتاؤں گی کہ دونوں لڑکے انجینئر ہیں اس کی طرح انپرٹھ نہیں

بازل نے جب سنا کہ وہ اسے گھر بلا رہی ہے تو اس نے سوچا کہ گھر والوں کو لے کر جاتا ہوں۔ شاید ان کی بات مان کر واپس آ جائے۔

بازل کی بیوی نے ضد کی کہ میں نے بھی جانا ہے

ہمشا خوشی خوشی آج صبح سے ان لوگوں کی آمد کی تیاریاں کر رہی تھی۔ کھانے پکوا رہی تھی۔ سب اس کا جوش و جذبہ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

جب سب آئے تو بازل کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اسے خوشی محسوس ہوئی

تایا ان گاؤں والوں کو دیکھ کر قدرے بے زار سے ہو گئے

ان کے دیہاتی لباس، بول چال سب دیکھ کر انہیں وہ لوگ ہمیشا کے لیے مناسب نہ لگے۔
پھر بازل اپنی گاوں کی بیوی اور بچے کے ساتھ آیا۔

بازل اس کے تایا کی گریس فل پر سنیٹی سے بہت متاثر ہوا

اس کا گھر دیکھ کر بھی لگس کہ شاید وہ سچی تھی۔ واقعی وہ بدل گئی تھی۔
وہ لڑکی کوئی اور تھی۔

۱۰۰. اسے اپنے کیے پر دل میں افسوس ہوا

.بازل کی بیوی سے ہمیشہ خوشی سے بات چیت کر رہی تھی .اس کے بچے کو لاڈ کر رہی تھی
اس کے لیے کھلونے اور کپڑے خرید کر لائی تھی .دادی حیران ہو رہی تھی کہ بھلا سوکن کے
لیے اتنا پیار

سب کے لیے کپڑے خرید کر لائی .بازل کے لیے جان بوجھ کر پیٹنٹ شرٹ لے کر آئی اور سوچا
بکتنا مزہ آئے گا .جب وہ یہ دیکھے گا

بابا سائیں نے کہا، ہم اپنی بہو کو لینے آئے ہیں .بتایا نے تھوڑا برہمی سے کہا، کہ ہماری بیٹی اعلیٰ
تعلیم یافتہ ہے .آپ کے بیٹے نے جو کیا ہم نے بیٹی کے کہنے پر معاف کر دیا
.بابا سائیں معذرت کرنے لگے

.دادی نے بیٹے کو کول کروایا کہ یہ ہمارے گھر مہمان ہیں
.بڑی آپا گاؤں سے اُس کے لیے گاؤں کی سوغاتیں لے کر آئی
.ڈھیروں پھل فروٹ وہ لوگ لے کر آئے

.بتایا نے کہا، ابھی ہمیں کچھ سوچنے کا وقت دیں
.ہماری بیٹی کے لیے کنوارے اور پڑھے لکھے لوگوں کے رشتے آئے ہوئے ہیں
.آپ کا بیٹا کم پڑھا لکھا، شادی شدہ اور ایک بچے کا باپ ہے

۔ بہو نے بھی ہاں میں ہاں ملائی

میرا خیال ہے انگلش میں بتاؤ

ہمیشا بھی حیران رہ گئی

تایا نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا، اب یہ بھی بتا دو کہ کون سی فائلیں ہیں۔ زرا لا کر دیکھاؤ۔

بازل نے فائل پکڑتے ہوئے کہا کہ وہ پی ایچ ڈی ہے

.....تایا نے ڈگری چیک کی پھر بولے، وہ سب تو ٹھیک ہے مگر دو بیویاں ایک ساتھ

بازل کی بیوی جھٹ بات کاٹ کر بولی، تایا سائیں، اگر آپ کو مجھ پر اعتراض ہے تو میں اپنے ساس سسر اور بچے کے ساتھ بہت خوشی سے باقی زندگی گزار لوں گی۔ یہ مجھے بے شک طلاق دے دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ویسے بھی میں ان کے قابل کدھر ہوں

ہمشاہی ہی ان کے جوڑ کی ہے

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا

بہمشا اس کے قریب آئی اور بولی، مجھے تمہارے ساتھ رہنے میں بھی کوئی دقت نہیں

اگر تایا جی مانیں تو میں اس رشتے کو ہی نبھانے کے لیے تیار ہوں

تایا زچ ہو کر بولے، بیٹا تم جانتی ہو کہنے اور نبھانے میں کتنا فرق ہے

تُم ان کے رہن سہن سے میچ نہیں کھاتی

..پھر سو کن بھی

نہیں کبھی نہیں۔ تمہارے لیے رشتوں کی کمی ہو تو میں مجبوراً ایسا کروں

بے شک یہ پڑھا لکھا ہے۔ شہر میں گھر بنایا ہے۔ مگر گاؤں اور بیوی بچے سے لنک ہمیشہ رہے گا۔

ہمیشا بولی، بتایا جی مجھے ان سب سے بہت لگاؤ محسوس ہوتا ہے

ان لوگوں نے میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا

پھر ان کی بیوی کا کیا قصور

میرا دل اتنا چھوٹا نہیں۔ جب اسلام چار تک رکھنے کی اجازت دیتا ہے پھر معاشی طور پر بھی یہ چار بیویوں کو بھی پال سکتے ہیں۔

ان کی بیوی بہت سمجھدار اور مخلص ہے

پلیز ان سے بہتر مجھے کوئی اور نہیں لگتا

یہ کہہ کر وہ تیزی سے کمرے سے چلی گئی

دادی نے فیصلہ سنا دیا کہ جب چاہیں آکر دھوم دھام سے شادی کر کے لے جائیں

بازل اور ہمشا کی آج شادی تھی

دونوں بہت خوش تھے اور آنے والے دنوں کے حسین سپنے آنکھوں میں سجائے بیٹھے ہوئے تھے۔

سب ان کی جوڑی کو چاند سورج کی جوڑی کہہ رہے تھے

بازل کی پہلی بیوی محبت پاش نظروں سے ہمشا کو دیکھ رہی تھی

تصویریں بناتے وقت ہمشا نے اسے بھی دوسری طرف زبردستی بٹھا دیا

وہ بہت خوش ہوئی اور بچے کو گود میں لے کر بازل کے دوسری طرف بیٹھ گئی

بچا سائیں دل میں ہمشا کو دعائیں دینے لگے جس نے اسے برابر کا مقام دیا

وہ سوچنے لگے کہ ان کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے دو جڑواں بچوں سے نوازا

اگر چھوٹی آیا طلاق نہ لیتی تو دوسرا بچہ پال لیتی

مگر سب کا دل اتنا بڑا نہیں ہوتا

دادی سوچنے لگی ان کی پوتی نے کسی نہ کسی کا حق نہیں مارا۔ حالانکہ قدرت رکھتے ہوئے بھی اس

نے سو کن کے دل کو ٹھیس نہیں پہنچائی

سب کے دل کو خوش کیا۔ اپنا دل بڑا کر کے جو بہت مشکل لگتا ہے مگر مشکل ہوتا نہیں

اگر میری بہو بھی یاسمین کو قبول کر لیتی تو اس طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر نہ مرنے

ہمیشا کے لیے سب دعاگو تھے

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

www.instagram.com/pdfnovelbank

بہترین اور اچھی اچھی اردو سٹوریز پڑھنے کے لئے یہ یوٹیوب چینل سسکرائب کریں۔

<https://youtube.com/channel/UCQo-i6LI32LDErKmnsfQ5MQ>